ماہنامہ ندائے حرم احمد آباد

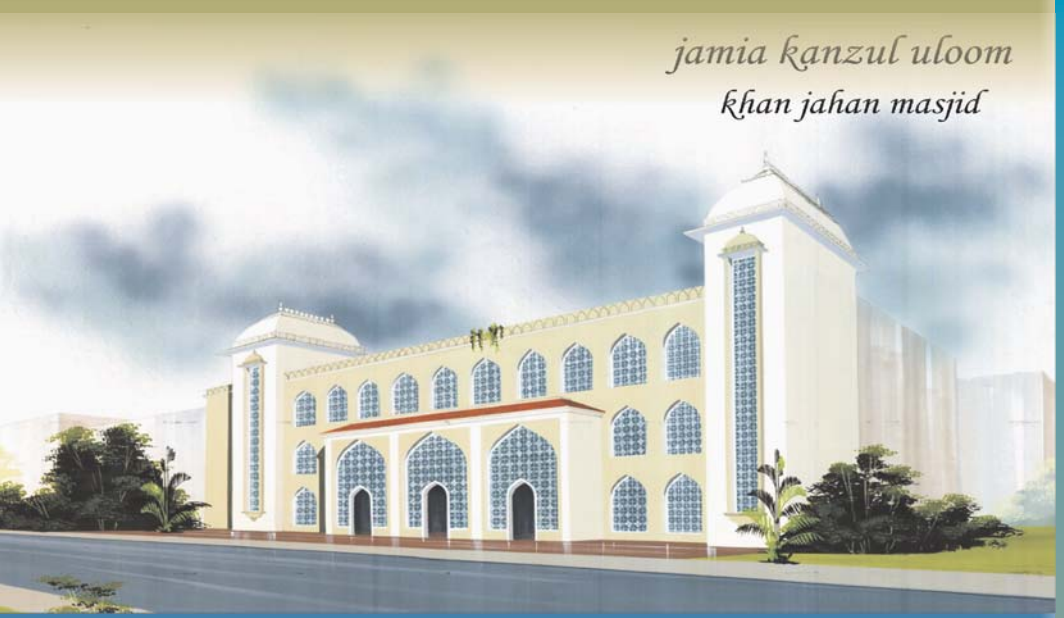

زیر سرپرستی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی

ناظم۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ ـــــ صدر۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

مدیر مسئول

احمد حسین پٹنی مظاہری

سالانہ زرتعاون Rs.120/- | مئی ۔ ۲۰۱۲ء | فی شمارہ Rs.10/-

R.N.I. No.
GUJURD/2010/34097
Phone : 079-25383823
Fax : 079-25383825
E-mail : nida.e.haram@gmail.com

Regd Under Postal Registration No:
GAMC-1801/2011-2013 valid up to
31st December-2013.Posted at PSO.
AHD.on 8th -9th of every month.

MONTHLY

Vol.3-Issue-01 **NIDA-E-HARAM** 7th May-2012

JAMEATUL IMAAN
AL-BADAR SOCIETY,
NR. RAYYAPUR TEEN RASTA,
VIRAMGAM, DIST. AHMEDABAD-382150.
BRANCH
JAMIA KANZUL ULOOM, AHMEDABAD.

جامعۃ الایمان
البدر سوسائٹی، ریا پور تین راستہ کے پاس،
ویرمگام، ضلع احمد آباد-382150
شاخ
جامعہ کنز العلوم احمد آباد

Ref No. Date :

اپیل

ویرم گام میں مسلم آبادی تقریباً پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) ہے۔صرف پانچ مسجدوں میں دعوت وتبلیغ کی محنت کا کام ہورہا ہے۔اطراف میں خاص طور پر ''نل سروز'' کے بعض دیہاتوں میں قادیانیوں کے سرگرم ہونے کی وقتاً فوقتاً اطلاعات آتی رہتی ہیں۔حالانکہ ریاست گجرات نبوت محمدیؐ کی باغی تحریک ''قادیانیت'' کے ناپاک اثرات سے بالکل پاک تھی۔نیز اطراف کے دیہاتوں میں مکاتب کا جال بچھانے کی سخت ضرورت ہے، تاکہ وہاں مسلم عوام میں دینی بنیادی تعلیم کوفروغ دیا جائے، ان کے ایمان کو بچایا جائے، جس پر ڈاکہ ڈلنے کی کوششیں تیز سے تیز ہوتی جارہی ہیں۔اور وہاں پھیلی جہالت کودور کیا جائے۔

لہذا.....! سبھی مسلمان بھائیوں سے ہماری عاجزانہ درخواست ہے کہ جامعۃ الایمان کی اس نئی تعمیر ہونے والی عمارت میں بھرپور تعاون کریں، جو پینتیس (۳۵) کمروں، چار ہال اور ایک سیلر (تہہ خانہ) پر مشتمل ہوگی، اس تعمیر پر مبلغ رڈھائی کروڑ روپئے۔اور ایک کمرے پر تقریباً چار لاکھ روپئے۔اور ایک ہال پر تقریباً دس لاکھ روپئے کا تخمینہ ہے۔جو انشاء اللہ تعالی اہل خیر حضرات کے تعاون سے پورا ہوگا۔

Edited, Printed & Published By : Qureshi Ahmed Husain Dawoodbhai
Owner : Jamia Kanzul Uloom (Trust)
Printed At : Sarvodaya Offset, 13-Gajanand Estate, Old Manek Chowk, Nr. Idgah Police Chowky, Ahmedabad.
Published From : **Nida-e-haram Karyalaya,** Above Khan Jahan Darwaja, Khan Jahan Masjid, Jamalpur, Ahmedabad-1.

جامعة الإيمان (ویرم گام)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان میں اسلام کی بقا اور تحفظ کیلئے مدارس اسلامیہ کا وجود اس ایمان سوز اور حیا سوز دور میں دین کی حفاظت اور پاسبانی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، فضلائے مدارس عربیہ نے دین کے ساتھ ساتھ ملک ہندوستان کی ہر موقع پر، ہر پہلو سے خدمت کی ہے اور اپنی خدماتِ جلیلہ کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں کہ مستقبل کا مؤرخ اسے نظر انداز نہیں کرسکتا، انہیں مدارسِ عربیہ میں ایسے علماء تیار ہوئے ہیں جن سے نہ صرف ہندوستان بلکہ پورا عالم اسلام مستفید ہوا ہے۔

اسی سنہرے سلسلے کی ایک کڑی ''**جامعة الایمان**'' ہے۔ جس کا قیام شہر احمد آباد سے مغربی جانب ساٹھ کیلو میٹر کی دوری پر واقع ایک قدیم بستی ''ویرم گام'' میں عمل میں آیا ہے۔

جامعۃ الایمان کا سنگِ بنیاد حضرت **مولانا عبد الرحمن** صاحب کاکوی۔ صدر المدرسین جامعہ نذیریہ کاکوی و ذمہ دار دعوت وتبلیغ صوبۂ گجرات۔ کے ہاتھوں ۲۴/ مارچ ۲۰۱۲ء مطابق ۳۰/ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ۔ روز سنیچر رکھا گیا۔ اس مبارک موقع پر جامعہ کنز العلوم کے اساتذۂ حدیث وتفسیر نیز شہر احمد آباد ویرم گام اور پٹن کے علماء اور عمائدین کی ایک بڑی تعداد شریک رہی۔ جس میں قابلِ ذکر حضرت **مولانا محمد یاسین** صاحب دامت برکاتہم۔ مہتمم جامعہ نذیریہ کاکوی۔ حضرت **مولانا احمد حسین** صاحب پٹنی مظاہری۔ مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ کنز العلوم شامل ہیں۔

جامعة الإيمان (ویرم گام)

کا تعاون آپ کس طرح کر سکتے ہیں...؟

- ☆ اپنے اور اپنے مرحومین کیلئے ایک کمرے کی تعمیر کی ذمہ داری لے کر۔
- ☆ ایک ہال کی تعمیر کی ذمہ داری لے کر۔
- ☆ اینٹ، سیمنٹ، کچی، لوہا اور دیگر تعمیری سامان دلا کر۔
- ☆ اہل خیر حضرات کو جامعہ کی جانب تعاون کے لئے آمادہ کرکے۔
- ☆ اپنے مفید مشوروں اور قیمتی آراء سے ہمیں مستفید کرکے۔
- ☆ بذریعہ منی آرڈر، ڈرافٹ یا چیک ارسال کرکے۔
- ☆ اپنی مقبول دعاؤں اور آہِ سحر گاہی میں جامعہ اور اربابِ جامعہ کو یاد رکھ کر۔

اہل علم کی خدمت میں
دار التراث الاسلامی
کی ایک مایہ ناز پیشکش

المكتبة الإسلامية

علوم القرآن، علوم الحدیث، علوم الفقہ اور علم الرجال
نیز دیگر علوم اسلامیہ کی تقریباً 30 ہزار بیش قیمت عربی کتابوں پر مشتمل ایک نادر ونایاب کمپیوٹرائزڈ علمی ذخیرہ

کتابوں کی تعداد: 7000 سے زائد
محمیلدات کی تعداد: 18000 سے زائد
اسکین شدہ صفحات کی تعداد: 15000000 سے زائد

المكتبة الإسلامية المصورة

المكتبة الشاملة

1 المكتبة الشاملة (النسخة الرسمية) الإصدار الأول
- تحریاتی نقطے پر تقریباً سال گذرنے کے بعد مکتبہ شاملہ کی طرف سے باقاعدہ طور پر جاری کیا جانے والا نسخہ
- تاکنشکی ہم ترین کوشش کے ساتھ ساتھ، قوم کتابوں کی مطبوعہ کتابوں سے موافقت، برسطری اعراب سے ترتیب
- تخریج احادیث، کتب احادیث کا فرمحات حدیث سے ربط یعنی کی اہم اور جدید علمی سافٹوں سے مزین ایک شاندار علمی سافٹ ویئر

عدد الكتب: 5300 عدد أقسام المكتبة: 49

2 المكتبة الشاملة (النسخة العامة) الإصدار 3.44
- علوم اسلامیہ کی ۱۲۰۰۰ ہزار کتابوں پر مشتمل عصر حاضر کا وسیع ترین وپیکیجڈ علمی ذخیرہ
- مکتبہ شاملہ کی سب سے زیادہ کتابوں پر مشتمل نسخہ

عدد الكتب: 16100 عدد أقسام المكتبة: 70

البرامج العلمية

1 برنامج جوامع الكلم الإصدار 4.5
- ۱۴۰۰ مصادر حدیثیہ میں موجود لاکھوں احادیث پر مشتمل ایک وسیع ترین حدیثی ذخیرہ
- ۵۳۰ حدیثی مخطوطات سے مزین منفرد عام پر آنے والا ایک نایاب علمی سافٹ ویئر
- ۳۵۰ زائد علماء کرام کی تقریباً ۳۰ سالہ محنت کا ایک حسین ثمرہ
- لاکھوں احادیث میں سے کسی بھی حدیث کی صرف چند سیکنڈوں میں تلاش
- کسی بھی حدیث کا باعتبار صحت وضعف درجہ اور حکم کی بآسانی معرفت
- کسی بھی حدیث کی مکمل تخریج اور تمام طرق تک بآسانی رسائی
- ۷۰ ہزار سے زائد رواۃ حدیث کے احوال کی شمولیت

2 الموسوعة الفقهية
- تقریباً ۵ ہزار صفحات اور ۴۵ جلدوں پر مشتمل ایک فقہی انسائیکلوپیڈیا
- وزارۃ الاوقاف - کویت کی زیر نگرانی عصر حاضر کے نامور علماء کرام اور ممتاز فقہاء دین کی جانب سے تالیف شدہ عصر حاضر کی علمی تاریخ کا ایک عظیم کارنامہ
- مذاہب اربعہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی فقہ پر موجود قدیم کتابوں کے ذخائر کا خلاصہ
- ابجدی ترتیب پر مرتب ایک فقہی شاہکار

اهم خصوصيات
- ڈی وی ڈیز کی پائیداری اور عمدگی کی مکمل ضمانت
- مواد کی طویل مدتی حفاظت کے لئے ریٹنگ ٹیکنالوجی کا استعمال
- ڈی وی ڈیز پر ایک سال کی وارنٹی ● کسٹمر کیئر سروس کی فراہمی
- مطبوعہ فہرست کتب اور ایک عدد ڈی وی ڈی پاوچ کی فراہمی

Publisher: Regd. No. 2426
DARUT TURASIL ISLAMI دار التراث الاسلامي :الناشر
17-2-312/1, Kurmaguda, Sayeedabad, Hyderabad. A.P. 500059 India Contact: 08790526331, 08686626525, 09291682818
e-mail: darutturasilislami@gmail.com contact@darutturasilislami.com www.darutturasilislami.com

DISTRIBUTORS
AMREEN BOOK AGENCY & PUBLISHERS
105, Block-8, Municipal Quarters, Nr. Kanch ki Masjid, Jamalpur, Ahmedabad-380022
Mobile : 8401010786) e-mail : amreen.book.agency@gmail.com)

20 DVDs — 140 GB

Price : Rs. 1200/- Only

المكتفى بحل المجتبى

لفضيلة الشيخ احمد حسين المظاهري الفتحي

نسائی شریف کی پہلی مفصل اور جامع عربی شرح، جس میں مؤلف نے حدیث کی شرح، اس کی لغوی تحقیق، مسائل مستنبطہ بالحدیث کی تشریح اور اختلاف ائمہ اربعہ مع دلائل بیان کئے ہیں، اور اسماء رجال پر سیر حاصل بحث کی ہے، نیز ترجمۃ الباب پر تفصیلی بحث کی ہے، خصوصاً وہ تراجم جو بظاہر حدیث الباب سے مطابقت نہیں رکھتے، نیز الفاظ غریبہ فی الحدیث کو مستند کتابوں کے حوالوں کے ساتھ واضح کیا ہے۔ رابطہ کیلئے اس نمبر پر فون کریں: 0-8401107142

جامعہ کنز العلوم احمد آباد گجرات کا دعوتی، اصلاحی وتربیتی مجلّہ

جلد نمبر ۳

شمارہ نمبر ۱

ماہنامہ

ندائے حرم

احمد آباد

مئی۔ ۲۰۱۲ء

جمادی الأخریٰ

مجلس ادارت

محمد صدیق پٹنی ندوی

محمد جنید اکبر ندوی

مدیر مسئول

احمد حسین پٹنی مظاہری

مجلس مشاورت

محمد شریف پٹنی مظاہری

ہدایت اللہ قاسمی

انتظامی امور	کمپوزنگ، ڈیزائننگ
محی الدین قریشی ندوی	ندیم اختر ندوی

نرخ نامہ

فی شمارہ -/10 روپے — سالانہ -/120 روپے

خصوصی سرپرستی -/500 روپے — بیرون ممالک کیلئے -/15 امریکی ڈالر

قانونی آگاہی

رسالہ سے متعلق کسی بھی قسم کی چارہ جوئی کا حق صرف عدالت احمد آباد ہی کو ہوگا۔

زرِتعاون اور خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ **ندائے حرم**

NIDA-E-HARAM (Monthly)

Khanjahan Masjid, Khanjahan Darwaza

Jamalpur,Ahmadabad-380 001-Gujrat.

E-mail:- nida.e.haram@gmail.com

Ph.No: 0-9016414245

0-9978756750

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	مضمون نگار	صفحہ
۱	موجودہ تمدن اور اسلام	ا۔ح۔پ۔م۔	۳
۲	ابلیس کی سرکشی	احمد حسین پٹنی مظاہری	۶
۳	زھد کی حقیقت وفوائد	محمد قاسم گودھروی	۹
۴	مثالی استاد۔	پروفیسر محسن عثمانی	۱۱
۵	اوقاف اور ہندوستانی مسلمان	ڈاکٹر سلیم خان	۱۷
۶	بعث پارٹی پر ایک نظر	نیاز احمد عبدالحمید	۲۳
۷	دعا۔	نورالہدیٰ قاسمی	۳۰
۸	علمِ حدیث کا طرزِ درس وتدریس	محمد ادریس گودھروی	۳۱
۹	آپ ایک تجربہ کیجئے.....	ادارہ	۳۶
۱۰	وفیات	ادارہ	۳۷
۱۱	فقہی مسائل	مفتی ہدایت اللہ قاسمی	۳۹

آپ ماہنامہ ''**ندائے حرم**'' کو جامعہ کنز العلوم کی ویب سائٹ (Web Site) پر بھی دیکھ سکتے ہیں۔

ہماری ویب سائٹ کا پتہ ہے:

www.jamiakanzululoom.org

اداریہ

موجودہ تمدن اور اسلام

ا۔ح۔پ۔م۔

آج مغربی تہذیب پورے عالمی معاشرہ پر حاوی ہے، اس کی رعنائیاں اور دلفریبیاں طشت از بام ہیں۔ اس کی چمک دمک آنکھوں کو خیرہ کئے ہوئے ہے، اس کی ظاہری کشش نے انسانیت کو فریفتہ بنا رکھا ہے، اس کی جلوہ آرائیاں ہر طرف عام ہیں، آج اس مغربی تہذیب کو پورے عالمی معاشرہ میں ایک نظام اور مذہب کے طور پر نافذ کرنے کی منظّم کوشش کی جارہی ہیں۔ اس کو باقاعدہ نظامِ زندگی کی حیثیت سے اختیار کرنے کی دعوت دی جاتی ہے، اس کی عظمت کا جھوٹا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے، اس کو فروغ دینے میں اور اس کی اشاعت کے لئے مادی اور تیز رفتار صنعتی وسائل کا سہارا لیکر اس کی حقیقی قیادت کا پورے زور وشور سے ڈھنڈھورہ پیٹا جاتا ہے، نتیجۃً عہد حاضر کی تہذیب نے عالمی معاشرہ پر اپنی گرفت مضبوط بنالی، اس کی چمک دمک نے عالمی برادری کو اپنا اسیر اور گرویدہ بنادیا، سادہ لوح انسانوں نے اس کو اپنا مسیحا سمجھ کر بطور نظامِ زندگی کے اپنالیا، جب کہ اس کا اندرون سیاہ رات سے زیادہ تاریک تر ہے۔

اس تہذیب کا بنیادی نظریہ شہریت کو ترقی یافتہ اور دلکش بنانا ہے، شہری ماحول میں حسین نظم اور ظاہری ڈسپلین پیدا کرنا ہے، معاشرتی ماحول کو دیدہ زیب اور آراستہ بنانا ہے، اس کو فرد کے تربیتی نظام سے کوئی واسطہ نہیں، اس کا پورا زور شہریت کی تراش وخراش میں صرف ہوتا ہے، یہ تہذیب انسان کی ذاتی زندگی سے مداخلت کرنے کو عیب سمجھتی ہے، بلکہ قانونی جرم سمجھتی ہے، انسان کی نجی اور پرائیویٹ زندگی سے بحث کرنے کو انسان کی حق تلفی تصور کرتی ہے، دبے لفظوں میں یہ اعلان کرتی ہے کہ انسان اپنے گھر میں چور ہو، خائن ہو، شرارت پسند ہو، اخلاقی اقدار سے عاری ہو، انسانی رذائل کا خوگر ہو، اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، جب وہ اپنی اجتماعی زندگی میں داخل ہو تو صرف اس کو انسانی حقوق اور شہری اصولوں کا خیال رکھنا چاہئے، تاکہ ظاہری نظم ونسق فساد کا شکار نہ ہو، یہ وہ مغربی تہذیب کی منطق ہے، جس کی تباہ کاریوں کا پورا انسانی معاشرہ سامنا کررہا ہے۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ گھر کا چور شہریت کا پاسبان بن جائے، گھر کا خائن انسانیت کا وفادار بن جائے، ذاتی زندگی میں عیوب ونقائص اور انسانی رذائل میں ڈوبا ہوا شخص شہری اور اجتماعی زندگی میں اخلاق واقدار کا پابند بن جائے، جس کا مشاہدہ آج پوری دنیا کررہی ہے، بڑی بڑی حکومتیں، بڑے بڑے عہدے داران کرپشن میں سرتاپا ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں، خود قائدین اور سربراہانِ مملکت غیر انسانی اور وحشیانہ طریق پر گامزن ہیں، ظلم وستم، رشوت ستانی، انسانی حرص وطمع، اخلاقی اقدار کی ہتک آمیزی، فحاشیت وشہوت پرستی کے عجیب وغریب واقعات اعلیٰ انسانی معاشرہ میں وجود پذیر ہوتے ہیں، جو ہر روز اخبار ورسائل کی زینت بن کر پوری انسانیت کو شرمادیتے ہیں، مغربی تہذیب کی اس الٹی منطق کو خود مغربی معاشرہ سمجھ چکا ہے۔

جب کہ اسلام بنیادی طور پر انسان کی ذاتی زندگی سے بحث کرتا ہے، اس کی نفسیاتی تربیت کرتا ہے، اس کو اخلاقِ حمیدہ کا پابند اور انسانی رذائل سے دور رہنے کی تعلیم دیتا ہے، عقیدۂ توحید کے ذریعہ خوفِ خدا کا تصور دلاتا ہے، اس کی تعلیمات وعبادات انسانی زندگی کو بہترین عادات وخصائل سے آراستہ کرتی ہے، خسائس وسفلیات سے پاک اور صاف کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے، قرآنی اور نبوی تعلیمات کا بنیادی محور انسانی نفس ہے، اسلام اپنی تعلیمات کے ذریعہ انسانی نفوس کو تقویٰ اور صلاح کا پابند بناتا ہے، اسلام کی پاکیزہ اور آسمانی ہدایات انسانی کی حیوانی جذبات کو قابو میں رکھتی ہے، اس آفاقی تربیت کے نتیجہ میں ہر شخص بذاتِ خود متقی، خداترس، امین وصالح، غمگسار وغمخوار، منصف وخیر خواہ نظر آتا ہے، جب یہ افراد اجتماعی زندگی میں قدم رکھتے ہیں تو ایک بے مثال معاشرہ تشکیل پاتا ہے، جس معاشرہ میں نیکی، بھلائی، ہمدردی، انسانی صفات اور اخلاقی اقدار کا غلبہ ہوتا ہے، جس معاشرہ کا ہر شخص احساسِ جواب دہی کے رنگ میں ڈوبا ہوتا ہے، جہاں ظلم کے بجائے امن، فساد وشر کی جگہ اتحاد وہم آہنگی، رشوت ستانی کی جگہ حقوق کی ادائیگی، خیانت ودھوکہ بازی کی جگہ امانت ودیانتداری عمومی طور پر سایہ فگن ہوتی ہے، جس نورانی اور پرسکون ماحول تلے پورا انسانی معاشرہ امن وامان کی فضا میں زندگی بسر کرتا ہے، جس معاشرہ کی آج انسانیت کو سخت ضرورت ہے، اسی معاشرہ میں ساری انسانیت کی کامیابی اور کامرانی مضمر ہے، جس کا اعلان خالقِ کائنات نے ان الفاظ میں کیا ہے: ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الإِسْلَام﴾

صحافتی کارواں رو بہ منزل

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ ماہنامہ ''**ندائے حرم**'' احمد آباد اپنے صحافتی سفر کا ایک سال مکمل کر کے دوسرے سال میں قدم رکھ رہا ہے۔

آج کے اس دور میں اردو رسائل و جرائد اور ماہناموں کی اشاعت میں بڑے عزم اور حوصلے کی ضرورت ہے، حکومت کی طرف سے اردو رسائل کی خاص طور پر جو دینی ہوں کوئی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی، حالانکہ دیکھا جائے تو اردو رسائل ہی حال و مستقبل میں اردو کی بقا و سلامتی کے ضامن ہیں، انہیں سے اردو کی آبیاری ہو رہی ہے، اور اُسے فروغ مل رہا ہے۔

ہم اپنے اُن تمام بہی خواہوں اور ذمہ دارانِ مدارس اور اردو کے محبین کے شکر گذار ہیں جنہوں نے خطوط لکھ کر کلماتِ تشجیعیہ سے ہماری حوصلہ افزائی کی۔

تمام قارئینِ ندائے حرم سے ہماری گذارش ہے کہ اردو کی آبیاری اور قومی زبان کی حفاظت کیلئے قدم بڑھائیں، اور آج ہی ماہنامہ **ندائے حرم** کے خریدار بنیں، اور اپنے متعلقین اور دوست واحباب کو اس کی طرف متوجہ کریں۔

ماہنامہ **ندائے حرم** ہر ماہ پابندی سے شائع ہو رہا ہے، جس میں عالمِ اسلام خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں کے سماجی، سیاسی، معاشرتی اور مذہبی مسائل اور حالاتِ حاضرہ پر سیر حاصل مضامین شائع ہوتے ہیں، جس کو عالمِ اسلام کی مشہور درسگاہ، **ندوۃ العلماء** کے ناظم (**خلیفہ حضرت مولانا علی میاں ندوی** نور اللہ مرقدہ، وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) حضرت مولانا **سید محمد رابع حسنی ندوی** دامت برکاتہم کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے۔

نیز تمام مخیّر تاجر حضرات سے درخواست ہے کہ ماہنامہ **ندائے حرم** میں **تجارتی اشتہارات** دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیں اور ایک دینی و دعوتی کام میں ہمارا ہاتھ بٹا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

اشتہار کا نرخ صفحہ نمبر **۲۹** پر ملاحظہ فرمائیں۔

ابلیس کی سرکشی

احمد حسین پٹنی مظاہری

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم . بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلاَئِكَةِ .....فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذاً أَبَداً﴾

ترجمہ: ''اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ: ''آدم کو سجدہ کرو'' چنانچہ سب نے سجدہ کیا، سوائے ابلیس کے، وہ جنات میں سے تھا، چنانچہ اُس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ کیا پھر بھی تم میرے بجائے اسے اور اس کی ذریت کو اپنا رکھوالا بناتے ہو، حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کا) کتنا بُرا متبادل ہے جو ظالموں کو ملا ہے!۔ میں نے نہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے وقت اُن کو حاضر کیا تھا، نہ خود اُن کو پیدا کرتے وقت، اور میں ایسا نہیں ہوں کہ گمراہ کرنے والوں کو دست و بازو بناؤں۔ اور اُس دن کا دھیان کرو جب اللہ (ان مشرکوں سے) کہے گا کہ: ذرا پکارو اُن کو جنہیں تم نے میری خدائی میں شریک سمجھ رکھا تھا! چنانچہ وہ پکاریں گے لیکن وہ ان کو کوئی جواب نہیں دیں گے، اور ہم اُن کے درمیان ایک مہلک آڑ حائل کر دیں گے، اور مجرم لوگ آگ کو دیکھیں گے تو سمجھ جائیں گے کہ انہیں اسی میں گرنا ہے، اور اس سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے، اور ہم نے لوگوں کے فائدے کے لئے اس قرآن میں طرح طرح سے ہر قسم کے مضامین بیان کئے ہیں، اور انسان ہے کہ جھگڑا کرنے میں ہر چیز سے بڑھ گیا ہے، اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آچکی تو اَب انہیں ایمان لانے اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے اس (مطالبے) کے سوا کوئی اور چیز نہیں روک رہی کہ ان کے ساتھ بھی پچھلے لوگوں جیسے واقعات پیش آجائیں، یا عذاب ان کے بالکل سامنے آکھڑا ہو۔ اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ وہ (مؤمنوں کو) خوشخبری دیں، اور (کافروں کو عذاب سے) متنبہ کریں۔ اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، وہ باطل کا سہارا لے کر جھگڑا کرتے ہیں، تاکہ اُس کے ذریعے حق کو ڈگمگا دیں، اور انہوں نے میری آیتوں کو اور انہیں جو تنبیہ کی گئی تھی، اس کو مذاق بنا رکھا ہے، اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جسے اس کے رب کی آیتوں کے حوالے سے نصیحت کی جائے، تو وہ ان سے منہ موڑ لے، اور اپنے ہاتھوں کے کرتوت کو بھلا بیٹھے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے (ان لوگوں کے کرتوت کی وجہ سے) ان کے دلوں پر غلاف چڑھا دیئے ہیں جن کی وجہ سے وہ اس (قرآن) کو نہیں سمجھتے، اور ان کے کانوں میں ڈاٹ لگا دی ہے، اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ، تب بھی وہ صحیح راستے پر ہرگز نہیں آئیں گے''۔

تشریح : وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا :۔اس آیت میں ابلیس کی سرکشی اوراس کی ازلی دشمنی کا ذکر کیا گیا ہے، کہ جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں پیدا کیا تو ان کے اعزاز میں فرشتوں کو سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا، تمام ملائکہ نے اس خدائی حکم کی تعمیل کی سوائے ابلیس کے، جس کی وجہ سے وہ خدا کا ابدی باغی بن گیا، لہذا اس سے اوراس کی ذریت سے دوستی کو قرآن نے بدترین متبادل قرار دیا، جس میں سوائے محرومی اورناکامی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے۔

مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ: ۔اس آیت میں اللہ تعالی نے ابلیس کی عظمت کی نفی کی ہے، اگر ابلیس ہماری نظر میں باعظمت اور باوقار ہوتا تو زمین وآسمان کی تخلیق کا ہم اس کو مشاہدہ کراتے ، نیز فرشتوں اور جنوں کی تخلیق میں اس کو شریک کار کرتے ،تو کیا وجہ ہوئی کہ وہ تکبر پر آمادہ ہوگیا اور اپنے متکبرانہ مزاج کے نشہ میں ڈوب کر آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کردیا۔

وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا :۔اس آیت میں کفار اور مشرکین کی حسرت اور ندامت کا بہترین اسلوب میں ذکر فرمایا ہے، کہ روزِ محشر کفار ومشرکین اپنے معبودانِ باطل سے مدد کی فریاد کریں گے، لیکن ان کا کوئی یار ومددگار نہ ہوگا، اور نتیجۃً وہ اپنی شرکیہ زندگی کے بدولت جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ :۔قرآن نے انسانیت کے سامنے اپنی تعلیمات واضح انداز میں پیش کردی، انسان کو اس کی کامیابی کی بہترین کلید اور شاہ راہ دکھائی، اس کے باوجود اس سے انحراف اور روگردانی اس کی جھگڑالوفطرت کا نتیجہ ہی کہا جاسکتا ہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا :۔اسلام کی واضح ہدایات اور قرآن کی روشن تعلیمات کے باوجود ایمان ویقین سے اعراض سوائے ہٹ دھرمی اور سرکشی کے اور کچھ نہیں ہے، اور اس طریقہ سے وہ لوگ باغیانہ عمل کے مرتکب ہورہے ہیں اور خدائی عذاب کے مستحق بن رہے ہیں۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ :۔انبیاء اور رسول خدا کے برگزیدہ بندے ہیں، وہ دنیا میں خدا کے واضح اور روشن مشن کو لیکر آتے ہیں، جن کا مقصد تبشیر اور انذار ہوتا ہے، جو دعوتِ تبشیر سے خدا کے بندوں کو خدا کا راغب اور نافرمانوں کو دعوتِ انذار سے خدا کی بغاوت سے روکتے ہیں، لیکن اہلِ عناد ایسے برگزیدہ بندوں

کی بھی مخالفت سے باز نہیں آتے ، بلکہ مخالفت سے تجاوز کرتے ہوئے ان کے مشن کا استہزاء کرتے ہیں، اس آیت میں داعیانِ حق کے لئے بہت زیادہ سامانِ تسلی موجود ہے، لہذا داعیانِ حق کو اہلِ عناد کی سرکشیوں اوران کی زیادتیوں سے گھبرانہ نہیں چاہئے ، کیونکہ انبیاء بھی اس مخالفت سے محفوظ نہیں رہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ:۔اس سے بڑا دنیا میں ظالم اور بدکردار کون ہوسکتا ہے جو نبوی نصائح اوراس کی تعلیمات کا مذاق اڑائے ،اس کو تو اپنی اس بدعملی پر ڈرنا چاہئے کہ کسی آن خدا کا عذاب اس کو اپنا لقمہ نہ بنالے، بجائے اس کے وہ اپنے انجام سے بے خبر ہوکر دنیوی زندگی میں مست اور مگن ہیں، اور کیوں نہ ہوں؟ اس لئے کہ خدا نے ان کے اس سنگین جرم کے ارتکاب کی وجہ سے توفیقِ ہدایت سلب کرلی ہے، اب ان کی ہدایت کی کوئی توقع نہیں ہے۔

صفحہ۔۱۰/کا بقیہ.....

ہاتھ میں ہو اس کو فانی اور ناپائیدار یقین کرتے ہوئے اس پر اعتماد اور بھروسہ نہ کرے۔اور اس کے مقابلے میں اللہ تعالی کے غیر فانی، غیبی خزانوں پر اور اس کے فضل پر زیادہ اعتماد اور بھروسہ کرے۔

دوسرا معیار اور دوسری علامت زہد کی یہ ہے کہ اللہ تعالی کے حکم سے جب کوئی تکلیف اور مصیبت بندہ کو پہونچ جائے تو اس کے اخروی اجر وثواب کی چاہت اور رغبت اس کے دل میں اس مصیبت اور تکلیف کے نہ پہونچنے کی آرزؤں سے زیادہ ہو، یعنی بجائے اس کے کہ اس کا دل اس وقت یہ کہے کہ کاش یہ مصیبت مجھے نہ پہونچی ہوتی، اس کے دل کا احساس یہ ہو کہ آخرت میں مجھے اس تکلیف کا جو اجر وثواب ملے گا انشاء اللہ وہ تکلیف نہ پہونچنے کے مقابلے میں میرے لئے ہزاروں درجہ بہتر ہوگا۔اور ظاہر ہے کہ آدمی کا یہ حال جب ہی ہوسکتا ہے جبکہ اس کو عیش دنیا کے مقابلے میں عیش آخرت کی زیادہ فکر ہو، اور یہی زہد کی اصل واساس ہے۔

زھد کی حقیقت وفوائد

محمد قاسم گودھروی — جامعہ کنز العلوم۔ احمد آباد

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ إِذَا أَنَاعَمِلْتُهُ أَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَأَحَبَّنِيَ النَّاسُ، قَالَ اِزْهَدْ فِيْ الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللّٰهُ وَأَزْهَدْ فِيْ مَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ . (رواه الترمذی وابن ماجه)

ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ایسا کوئی عمل بتلایئے کہ جب میں اس کو کروں تو اللہ بھی مجھ سے محبت کرے، اور اللہ تعالی کے بندے بھی مجھ سے محبت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی طرف سے اعراض اور بے رخی اختیار کرلو، تو اللہ تعالی تم سے محبت کرنے لگے گا، اور جو (مال وجاہ) لوگوں کے پاس ہے اس سے اعراض اور بے رخی اختیار کرلو تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

تشریح: زہد کے لغوی معنی کسی چیز سے بے رغبت ہوجانے کے ہیں، اور دین کی خاص اصطلاح میں آخرت کے لئے دنیا کے لذائذ ومرغوبات کی طرف سے بے رغبت ہوجانے اور عیش وتنعم کی زندگی ترک کردینے کو زہد کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بھی اور اپنے ارشادات میں بھی امت کو زہد کی بڑی ترغیب دی ہے اور اس کے بہت کچھ دنیوی اور اخروی ثمرات و برکات بیان فرمائے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کی محبت اور چاہت ہی آدمی سے وہ سارے کام کراتی ہے، جن کی وجہ سے وہ خدا کی محبت کے لائق نہیں رہتا، اس لئے اللہ تعالی کی محبت حاصل کرنے کی راہ یہی ہے کہ دنیا کی چاہت اور رغبت دل میں نہ رہے، جب دنیا کی محبت دل سے نکل جائے گی، تو دل اللہ تعالی کی محبت کے لئے فارغ ہوجائے گا، اور پھر اس کی اطاعت اور فرمانبرداری ایسی خالص ہونے لگے گی کہ وہ بندہ اللہ تعالی

کو محبوب اور پیارا ہوجائے گا۔

اسی طرح جب کسی بندہ کے متعلق عام طور سے لوگ یہ جان لیں کہ یہ ہماری کسی چیز میں حصہ نہیں چاہتا، نہ یہ مال کا طالب ہے، نہ کسی عہدہ اور منصب کا تو پھر لوگوں کا اس سے محبت کرنا گویا انسانی فطرت کا لازمہ ہے۔

زھد کا صلہ اور انعام:

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوذر غفاریؓ کی ایک حدیث نقل فرمائی ہے، جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ زہد اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالی کی طرف سے اسی دنیا میں ایک نقد صلہ تو یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالی ان کے قلوب میں حکمت اور معرفت کا تخم ڈال دیتا ہے جو اللہ تعالی کی خاص عنایت سے نشوونما پاتا رہتا ہے، اور ترقی کرتا رہتا ہے، اور پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی زبانوں سے حکمت ہی کا چشمہ جاری رہتا ہے، اور دنیا کے عیوب گویا ان کو آنکھوں سے دِکھادیئے جاتے ہیں، اور ان کے علاج ومعالجہ میں بھی ان کو خاص بصیرت عطا ہوتی ہے، اور دوسرا نقد انعام ان بندوں پر یہ ہوتا ہے کہ ان کو ایمان اور تقویٰ کی سلامتی کے ساتھ اللہ تعالی اس دنیا سے اٹھاتا ہے اور وہ اِس فانی دنیا سے اٹھا کر عالمِ جاودانی میں یعنی دارالسلام جنت میں پہنچادیئے جاتے ہیں۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

بہت سے لوگ ناواقفی سے زہد کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ آدمی دنیا کی ساری نعمتوں راحتوں اور لذتوں کو اپنے اوپر حرام کرلے، نہ کبھی لذیذ کھانا کھائے نہ ٹھنڈا پانی پیئے، نہ اچھا کپڑا پہنے، نہ کبھی اچھے نرم بستر پر سوئے، اور اگر کہیں سے کچھ آجائے تو اس کو بھی اپنے پاس نہ رکھے، خواہ جلدی سے کہیں پھینک ہی دے، احادیث مبارکہ میں اس غلط فہمی کی بھی اصلاح فرمائی گئی ہے، چنانچہ ترمذی شریف اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے کہ زہد کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالی نے اپنی جن نعمتوں کا استعمال بندوں کے لئے حلال کیا ہے آدمی ان کو بھی اپنے اوپر حرام کرلے اور اگر روپیہ پیسہ ہاتھ میں آئے تو اُسے برباد کردے۔ بلکہ زہد کا اصل معیار اور تقاضا یہ ہے کہ جو اس دنیا میں اپنے پاس اور اپنے

بقیہ..... صفحہ ۱۸ پر دیکھئے

پہلی قسط

مثالی استاد

پروفیسر محسن عثمانی

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں'' اس حدیث سے تعلیم اور معلّم کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تعلیم ایک پیغمبرانہ عمل ہے، تعلیمی ادارہ کوئی ہو، مدرسہ ہو، اسکول یا کالج ہو، اکیڈمی یا یونیورسٹی ہو، وہ اصلاً مردم سازی کی کارگاہ بھی ہے، جہاں فاضلانہ اخلاق والی شخصیت ڈھلتی ہے، یہاں عقل سلیم اور فکر مستقیم والے انسان بنائے جاتے ہیں، تعلیم فرد اور جماعت کی فلاح و بہبود کا ذریعہ ہے، تعلیم آدمی کو بہتر انسان بنانے کے لئے دی جاتی ہے، ایسا انسان بنانے کے لئے جو منصف مزاج ہو، حق گو اور حق شناس ہو اور جملہ محاسنِ اخلاق کا نمونہ ہو۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے صرف یہ نہیں فرمایا کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، بلکہ یہ بھی فرمایا ''میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں''۔ان دونوں حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ تعلیم اور اخلاق کے درمیان گہرا رشتہ ہے، اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ایک معلم کو مکارم اخلاق کا نمونہ ہونا چاہئے، اگر وہ اپنی گفتار اور کردار سے خود کو اس کا اہل ثابت نہ کر سکے تو وہ اس منصب جلیل پر فائز ہونے کے لائق نہیں، کیوں کہ اچھا معلم اور اچھا استاد وہ ہے جو با اخلاق ہو، جس کا فائدہ عام ہو اور جس کا فیض فیضِ مدام ہو۔

تعلیم دراصل نام ہے کسی قوم کی روحانی اور تہذیبی قدروں کو نئی نسل تک اس طرح پہونچانے کا کہ وہ اس کی زندگی کا جز بن جائے، یعنی اچھے استاد کا کام ہے کہ طالب علموں میں انصاف، حق پسندی، انسانیت کے لئے احترام باہمی رواداری، محنت و جفاکشی کی خصلتیں پیدا کرے، جو استاد طالب علموں میں تہذیبی نفاست اور اخلاقی شرافت پیدا نہیں کرتا وہ اچھا استاد نہیں، تعلیم دراصل مثبت اقدار کی پرورش اور منفی رجحانات سے طلبہ کو بچانے کا نام ہے۔

بڑی غلط فہمی ہے کہ تعلیم کا مطلب صرف کسی مضمون یا مواد کو پڑھا دینا اور سمجھا دینا ہے، بلکہ تدریس

کے ساتھ طالب کے دل و دماغ پر اخلاق اور سیرت انسانی کا دیرپا اور پائیدار نقش قائم کرنا ہے، آج اگر ملک میں بگاڑ ہے اور سماجی خرابیاں پائی جاتی ہیں تو اس کی ذمہ داری جہاں سیاست دانوں اور پالیسی ساز حکمرانوں کے سر پر جاتی ہے وہاں اساتذہ بھی اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ مادی اقتدار کے ساتھ روحانی اور اخلاقی اقدار کا توازن قائم رکھنا اور اس کے مطابق طالب علم کی شخصیت کو متوازن بنانا ایک استاذ کی اصل ذمہ داری ہے، اس کی تربیت سے ایسے طالب علم تیار ہونے چاہئے جو باصلاحیت ہونے کے ساتھ ماحول پر اثر انداز ہوں اور سماجی برائیوں کو دور کر سکیں۔

تعلیم چونکہ اصلاً ایک ذہنی، اخلاقی اور جمالیاتی عمل ہے اسلئے کسی مضمون، علم، فن یا زبان کی تدریس ہو اچھے استاذ کا کام یہ ہے کہ وہ اخلاقی قدروں پر بھی زور دے، کیونکہ تعلیم گاہ وہ کارگاہ ہوتی ہیں جہاں اخلاق کی شخصیتیں ڈھالی جاتی ہیں، وہاں صرف کتاب نہیں پڑھائی جاتی، بلکہ طالب علم کی شخصیت کی مکمل نشونما کی فکر کی جاتی ہے، ایسی تعلیم گاہ کا اچھا استاذ وہ ہوتا ہے جو طالب علم کی پوشیدہ صلاحیت کو اجاگر کرے صرف کتاب نہیں پڑھائے بلکہ طالب علم کو منصف مزاج، راست باز حق گو و دیانت دار اور انسانیت دوست اور اچھا شہری بنائے، اس میں وضع داری اور احساس ذمہ داری پیدا کرے، اس میں دوسروں کی خدمت کا شوق اور برائیوں سے نفرت کا جذبہ پیدا کرے، اس کے جذبۂ تحقیق اور تجسس کو ابھارے اور گفتگو، تحریر اور تقریر کی مشق کے لئے ماحول کو سازگار بنائے، روحانی، اخلاقی اور تہذیبی قدریں اگر نئی نسلوں تک نہیں پہونچائی جاسکیں تو ملک اور سماج کے مستقبل کو روشن نہیں بنایا جا سکتا ہے، اچھے استاذ کو چاہئے کہ وہ طالب علموں کے ذہن میں ''ہے'' اور ''چاہئے'' کے درمیان فرق اور امتیاز پیدا کرے تاکہ یہ احساس طلبہ کے ذہن میں راسخ ہو کہ برائیوں کو ختم کرنے اور اچھائیوں کو عام کرنے کے لئے اس کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے، اسے گفتار کا غازی نہیں بلکہ کردار کا غازی بننا ہے، اور تعلیمی اور تخلیقی کاموں کا رجحان پیدا کرنا ہے۔

طالب علم کی حیثیت نرسری کے ایک پودے کی ہے، حیات انسانی کا یہ پودا تعلیم گاہ کی نمو بخش فضاء میں پرورش پاتا ہے، اس پودے کی آبیاری اور دیکھ بھال کا کام ایک اچھا استاذ انجام دیتا ہے، ایک اچھے استاذ کے بغیر طالب علم کی شخصیت برگ و بار نہیں لاتی ہے، طالب علم کی زندگی کے ساز کو استاذ کے مضراب کی

ضرورت ہوتی ہے۔ استاذ کی رہنمائی اور شفقت کی حیات بخش شبنم سے طالب علم کا غنچۂ حیات شگفتہ ہوتا ہے اور اس کے بغیر یہ غنچہ مرجھا جاتا ہے۔

طالب علم کی حیثیت مس خام کی ہوتی ہے اور استاذ کی کیمیا اثر صحبت سے وہ کندن بن جاتا ہے۔

یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ کسی بھی تعلیمی ادارہ کا مقصد درسیات پڑھا کر امتحان دلانا نہیں ہوتا ہے، یہ چیز تو اصل مقصد کا محض ایک ذریعہ ہے تعلیم گاہ کی شاندار عمارت، کلاس روم کا خوبصورت فرنیچر، عالیشان لائبریری، کسی چیز کی کوئی اہمیت نہیں اگر ایک اچھے استاذ کا طلبہ کے درمیان اخلاقی ماڈل موجود نہیں، استاذ کی رہنمائی میں طالب علم کو اچھے اور بُرے کی تمیز حاصل کرنا چاہئے، اس کے مطالعہ کو سماجی مسائل سے مربوط بھی ہونا چاہئے، اس کے اندر حالات کو سمجھنے اور ان کی تحلیل اور تجزیہ کی صلاحیت بھی ہونی چاہئے، اسے ایک باعمل انسان بھی ہونا چاہئے، اس کے دل میں خدا کا خوف اور خلق خدا سے محبت بھی ہونی چاہئے، طالب علم کی تربیت اس انداز سے ہونی چاہئے کہ وہ آگے چل کر اقدار عالیہ کا شارح و مبلغ اور ترجمان بن سکے اور سماجی برائیوں اور دشواریوں کو دور کر سکے۔

اگر کوئی طالب علم امتحان میں کامیاب ہوگیا اور اس نے ڈگری لی لیکن اس کی شخصیت اخلاق و تہذیب کے نور سے منور نہیں ہوسکی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تعلیم کا اصل مقصد حاصل نہ ہوسکا، کیونکہ تعلیم تو شخصیت کو فروغ دینے اور اچھا انسان بنانے کے لئے دی جاتی ہے ایسا طالب علم امتحان میں کامیاب ہونے کے باوجود زندگی کے امتحان میں ناکام ہے، کیونکہ اسے ایسا اچھا استاذ نہیں مل سکا جو اپنی شخصیت کے چراغ سے اس کا چراغ روشن کر سکے جو اپنی کیمیا گری سے اسے کندن بنا سکے، ایک اچھا استاذ ایک نبض شناس حکیم کے مانند ہوتا ہے، تعلیم گاہ کا استاذ ایک دانشور مفکر مقرر مصنف اور مضمون نگار کی حیثیت سے معاشرہ کی بیماریوں کا طبیب حاذق ہوتا ہے، اپنے بلند منصب کے اعتبار سے جسمانی امراض کے معالج سے اسے اونچا درجہ حاصل ہے، تعلیم گاہ کا استاذ سماج کی تعمیر کا انجینئر بھی ہے، لیکن اسے معاشرہ کا قابل احترام ڈاکٹر یا انجینئر اسی صورت میں سمجھا جائے گا جب وہ اپنی منصبی ذمہ داریوں کو ادا کرے اور صرف کلاس روم کو اپنی حرکت و عمل کا سدرۃ المنتہی نہ سمجھے، انسان کامل اور مرد عاقل کی خصوصیات کا اسے حامل ہونا چاہئے، اخلاق کی خوشبو میں

اسے گل تازہ کے مانند، فکر کی تابانی میں اسے خورشید سحر اور انسانیت کی کشت زار کے لئے اسے نوید بہار ہونا چاہئے، بازار اور تفریح گاہ سے اسے دور اور نفور ہونا چاہئے، اس کے قدم کے نقوش کتاب خانوں میں اور ایوان درس وحکمت میں پڑنے چاہئے اور اس کے قلم کے نقوش اخبارات اور رسائل اور کتابوں کے صفحات میں نظر آنے چاہئے۔ اس کی شخصیت کو بحیثیت مجموعی صالح انقلاب کا ہراول دستہ ہونا چاہئے، جہاں اس کا قدم ہو وہ جگہ رشکِ ارم ہو، جس مکان میں اس کا قدوم ہو وہ جگہ میمنت لزوم ہو، جہاں اس کی سواری پہونچے ہر طرف سے باد بہاری پہونچے، وہ جس راستہ سے گزر جائے وہ راستہ مشک بار ہوجائے، آج کے ماحول میں ایسے اساتذہ چاہے نہ ہوں لیکن تاریخ میں ایسی شخصیات کے حامل معلمین گزرے ہیں جنہوں نے اپنی کیمیا اثری اور نفس گرم سے مردوں کو مسیحا اور ذرہ بے مقدار کو آفتاب و ماہتاب بنادیا ہے، یہ غلط فہمی ہے کہ استاد کا کام صرف تعلیمی مواد کا پڑھانا ہے، اس کا کام طلبہ کے اخلاق اور فکر و عمل کو بہتر بنانا بھی ہے، ایک بافیض اچھے استاذ کا کام صرف کتاب یا کورس کو ختم کرانا نہیں ہے بلکہ اس کو جہاں تک ہوسکے طالب علم کو مفکر، مدبر، مقرر اور محرر بنانا بھی ہے، اور اس مقصد کے حصول کے لئے توسیعی خطبات، سمپوزیم، مکالموں مباحثوں، ڈراموں کا اور ہر اس بزم کے انعقاد کا انتظام کرنا چاہئے، جس سے طالب علم کی علمی اور تقریری وتحریری صلاحیت کی نشونما ہوسکے اگر طالب علمی کے زمانہ میں طالب علم نے ان صلاحیتوں کو اجاگر نہیں کیا جس کی زندگی کے میدان میں داخل ہونے کے بعد ضرورت پیش آئے گی تو اس کا زجاج حریف سنگ نہ ہوسکے گا، وقت کی رائج زبانوں میں مہارت پیدا کر کے اس کو خارہ شگافی کے طریقے سکھانا بھی ایک اچھے استاذ کی ذمہ داری ہے۔

ایک اعلیٰ تعلیم گاہ میں اچھے استاذ کا لہجہ طلبہ کے ساتھ ہمیشہ مشفقانہ اور ہمدردانہ ہوتا ہے، اور برے استاد کا لہجہ حاکمانہ جابرانہ، افسرانہ اور تحکمانہ ہوتا ہے، وہ طالب علموں کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے جو جیل کے افسر قیدیوں کے ساتھ کرتے ہیں، جن طلبہ کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کیا جاتا ہے وہ اخلاقی طور پر خراب ہوجاتے ہیں۔ ان کی نفسیات یہ ہوجاتی ہے کہ وہ ہمیشہ خود کو اپنے سے برتر شخص کا غلام محسوس کرتے ہیں اور اپنے ماتحتوں کو اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں، جس توہین آمیز رویہ کا وہ خود شکار ہوں گے ایسا ہی رویہ وہ دوسروں

کے ساتھ اختیار کریں گے، کبھی کبھی ایک ناتربیت یافتہ استاذ طلبہ کو اس طرح دھمکی بھی دیتا ہے کہ ''تم لوگوں کو نمبر اور گریڈ دینا ہمارے ہاتھ میں ہے، ہم تم کو دیکھ لیں گے'' وہ طالب علم سے انتقام لینے پر اتر آجاتا ہے، امتحان میں وہ گریڈ یا نمبر دینے میں بے ایمانی کرتا ہے، وہ طالب علم کو جس سے وہ ناراض ہوتا ہے ناکام کرنے اور تعلیم کے اگلے مرحلہ میں اس کو داخلہ نہ دلانے کے سوجتن کرتا ہے اور اپنے جونیر ساتھیوں کو بھی اپنی مجرمانہ حرکت میں شریک کرلیتا ہے، ایسے استاذ کا پیشہ مردم گری کے بجائے مردم دری ہے، کردار سازی کے بجائے کردار سوزی ہے، ایسے استاذ کی دہشت گردی کی وجہ سے طالب علموں کے اندر دوہری شخصیت پیدا ہوجاتی ہے، یعنی ظاہر کچھ اور باطن کچھ، ظاہر میں فرمانبرداری اور باطن میں نفرت۔ کبھی کبھی طلبہ میں بغاوت کی شکل میں ردعمل ظاہر ہوتا ہے، طلبہ اسکول کے پرنسپل سے یا ادارہ کے ذمہ دار سے استاذ کی شکایت کرتے ہیں اور میمورنڈم پیش کرتے ہیں اور جلوس بھی نکالتے ہیں۔

طلبہ کا یہ طرز عمل ادب اور تہذیب کے خلاف ہے، اس کی ہمت افزائی نہیں ہونی چاہئے، لیکن یہ استاذ کی شامت اعمال ہوتی ہے جو یہ صورت اختیار کرلیتی ہے، تعلیمی اداروں میں بعض غلط قسم کے اساتذہ داخل ہوگئے ہیں جو طالب علم کو امتحان میں نمبر یا گریڈ دینے میں یہ بھی دیکھتے ہیں کہ طالب علم کس مذہب اور کس مسلک کا اور کس علاقہ کا ہے اور کس مادر علمی سے وابستہ رہ چکا ہے، وہ اس کا نیازمند ہے یا کسی اور استاذ کا حلقہ بگوش ہے، یہ برائیاں غیر مرئی اور غیر ملموس ہیں، اگر ان کا مادی اور جسمانی وجود ہوجائے تو ان برائیوں کی بدبو سے تعلیم گاہ میں کسی کا ٹھہرنا مشکل ہوجائے، افسوس یہ ہے کہ بہت سے اداروں میں ایسے اساتذہ موجود ہیں۔ ایک غیر ذمہ دار اور ناتربیت یافتہ استاذ کبھی اتنا کرپٹ بھی ہوتا ہے کہ اگر شعبہ میں یا ادارہ میں کوئی جگہ خالی ہوتی ہے تو چاہتا ہے کہ یہ جگہ اس کے رشتہ دار عزیز وقریب کو مل جائے، حالانکہ ایک ہزار کینڈیٹ ہوں گے جو اپنی صلاحیت کے اعتبار سے کہیں زیادہ فائق ہوں گے، لیکن یہ استاذ چاہے گا کہ دوسروں کا چراغ گل کرکے اپنے گھر میں اجالا کرے، دوسرے حق دار کا حق چھین کرکے اپنے گھر کی آمدنی میں اضافہ کرے، چاہے اس سے ادارہ کا وقار مجروح ہو، چاہے اس کی وجہ سے تعلیم کا معیار گر جائے، ایسا استاذ زبان حال سے طلباء کو اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ آج جو ناانصافی میں کر رہا ہوں کل تم بھی اپنے وقت میں کرنا، عدل شائستگی

اور شرافت سب بے معنی الفاظ ہیں جو سننے میں اچھے لگتے ہیں، فردوس گوش ہیں، لیکن برتنے کے لائق نہیں ہیں۔

تعلیم وتربیت کے میدان کی یہ روایت رہی ہے کہ اس میں ہمیشہ چراغ سے چراغ جلائے جاتے ہیں، لیکن اگر معلّمی کے منصب جلیل پر اس طرح کے لوگ فائز ہوجائیں، اگر استاذ کا اپنا چراغ خود ہی بے نور ہو، اگر چراغ کا فتیلہ لو دینے کے بجائے دھواں دینے لگے، اگر چراغ کا تیل ماحول کو بدبودار بنانے لگے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایسے استاذ سے کس قسم کے شاگرد تیار ہوں گے۔

گر ہمیں مکتب است واین ملا : کار طفلاں تمام خواہد شد (جاری)

حکمراں اور رعایا

حجاج کے زمانے میں جب لوگ صبح کو بیدار ہوتے اور ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی تو باہم پوچھتے: گزشتہ رات کون قتل کیا گیا، کس کو پھانسی کے پھندے پر لٹکایا گیا اور کس کی پیٹھ کوڑوں کی بوچھار سے چھلنی ہوئی؟

ولید بن عبدالملک کثیر مال وجائداد والا اور عمارتیں بنانے کا شوقین تھا، چنانچہ اس کے زمانے میں لوگ ایک دوسرے سے مکانات کی تعمیرات، نہروں کی کھدائی اور درختوں کی افزائش کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔

جب سلیمان بن عبدالملک نے حکومت کی کرسی سنبھالی تو وہ کھانے پینے اور گانے بجانے کا شوقین تھا، چنانچہ لوگ اچھے کھانوں، گانے والیوں اور لونڈیوں کے متعلق ایک دوسرے سے پوچھتے اور یہی ان کا موضوع سخن بھی ہوتا۔

اور جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ منصب خلافت کی زینت بنے تو لوگوں کی آپس میں اس قسم کی گفتگو ہوتی: قرآن کتنا یاد کیا، ہر رات کتنا ورد کرتے ہو، رات کو کتنے نوافل پڑھتے ہو، فلاں آدمی نے کتنا قرآن یاد کیا، اور فلاں شخص مہینے میں کتنے روزے رکھتا ہے؟۔

کسی نے سچ کہا ہے: ''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ'' لوگ بالعموم حکمرانوں کے طور طریقے اختیار کرلیتے ہیں۔

(سنہرے اوراق: عبدالمالک مجاہد)

اوقاف اور ہندوستانی مسلمان

ڈاکٹر سلیم خان

وطنِ عزیز ہندوستان میں جب بھی کوئی مجلس وزارت تشکیل دی جاتی ہے تو کسی نہ کسی مسلمان رہنما کو وزیرِ اوقاف بنا دیا جاتا ہے اور وہ بصد شوق اسے قبول کر لیتا ہے، یہ بات کچھ حیرت انگیز لگتی ہے کہ ان حریص سیاستدانوں کو بھلا وقف میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے، لیکن کرناٹک میں اوقاف سے متعلق اقلیتی کمیشن کی حالیہ تفتیشی رپورٹ نے ساری غلط فہمی دور کر دی اور ثابت کر دیا کہ یہ نہ صرف سونے کا انڈا دینے والی مرغی ہے بلکہ اس کا انڈا سب سے بڑا ہے، ہندوستان میں قومی سطح پر ہونے والے سب سے بڑے گھپلے ٹو جی کی لاگت ایک لاکھ ۷۶ ہزار کروڑ ہے، جبکہ صرف ایک ریاست کرناٹک میں ہونے والی اوقاف کی بدعنوانی ۲ لاکھ ۳۵ ہزار کروڑ ہے، کیوں نہ ہو، جب بنگلور کے لال باغ علاقے میں ۹۰ ہزار مربع فٹ زمین جس کی قیمت ۹۰ کروڑ روپئے بنتی ہے صرف ایک کروڑ میں فروخت ہو جائے، اسی شہر کی ایک پانچ ستارہ ہوٹل ونڈسر منور اپنے ۵۰۰ کروڑ کی لاگت کے ہوٹل کا کرایہ صرف ۱۲ ہزار روپئے ماہوار ادا کرے جبکہ عدالت سے رجوع کرنے پر کرایہ ۶ لاکھ طے کیا جائے۔ ایک کروڑ اور ۹۰ کروڑ میں ۹۰ گنا کا فرق ہے، نیز ۶ لاکھ اور ۱۲ ہزار میں ۵۰ گنا کا فرق ہے، سوچنے والی بات ہے کہ آخر یہ فرق کس کی تجوری کا سانپ بنتا ہے؟ اور جہنم کے اندر جب وہ نمودار ہوگا تو اس کا زہر کس قدر خطرناک ہوگا۔

مشہور زمانہ سچر کمیٹی کی رپورٹ شاہد ہے کہ ہندی مسلمان بڑے پیمانے پر غربت و افلاس کا شکار ہیں اور ان کی حالت صرف دلتوں سے کسی قدر بہتر ہے، اگر تقابل کیا جائے تو شہری آبادی میں جہاں نام نہاد اعلیٰ ذات کے لوگوں کا خرچ ۱۴۶۹ روپئے فی کس ہے، وہاں مسلمان صرف ۸۰۴ روپئے خرچ کر پاتا ہے لیکن یہ تو اوسط ہے، حقیقت تو یہ ہے مسلمانوں کی کثیر آبادی ۲۰۰۴ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۵۰۰ روپئے سے کم پر گزارہ کرنے کیلئے مجبور ہے، اس کے باوجود نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کا امیر ترین آدمی مکیش امبانی

جب اپنا محل تعمیر کرنے کا خواب دیکھتا ہے تو اس کی نظر اس غریب ملت کی اوقاف پر جا کر ٹھہر جاتی ہے اور وہ الٹا ماؤنٹ روڈ پر ۲۷ منزلہ ذاتی گھر تعمیر کرنے کے لئے ۴۵ ہزار مربع فٹ کی زمین مہاراشٹر وقف بورڈ سے ۲۱ لاکھ روپئے میں خرید لیتا ہے، جبکہ بازار بھاؤ کے مطابق اس کی قیمت ۵۰۰ کروڑ بنتی تھی۔ اس زمین پر جو شاندار عمارت تعمیر کی گئی ہے اس کی قیمت کا اندازہ بین الاقوامی تنظیم فوربس نے ۹۰۰۰ کروڑ روپئے ہی لگایا ہے۔ اس عمارت کی ٹھاٹ باٹ کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ۲۷ میں سے ۶ منزلیں صرف گاڑیوں کے وقوف کی خاطر مختص کی گئی ہیں۔ اگر کوئی مسلمان اس علاقے میں صرف ۴۵۰ مربع فٹ کا کمرہ بھی خریدنا چاہے تو اسے ۲۱۰ لاکھ سے زیادہ قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

اس خطۂ اراضی کی تاریخ بھی نہایت دلچسپ ہے۔ ایک زمانہ ایسا بھی تھا جب ہندوستانی عوام جمہوریت کی نیلم پری سے نابلد تھے۔ ہر طرف نواب اور راجہ مہاراجہ حکومت کیا کرتے تھے۔ ان کے درمیان اقتدار کی خاطر جنگ و جدال بھی برپا رہتا تھا۔ اس کے باوجود گوالیار کے مہاراجہ مادھوراؤ سندھے کو مسلم یتیم بچوں کا خیال آیا اور انہوں نے یہ زمین کریم بھائی یتیم خانہ تعمیر کرنے کی غرض سے خیرات کی۔ آگے چل کر ہندوستان میں سیکولر جمہوریت کا بول بالا ہو گیا، آئین سازی ہوئی، جس کے ذریعہ اس مسلم مذہبی ٹرسٹ کو وقف بورڈ کے تحت کر دیا گیا اور یہ زمین ہمارے نام نہاد نمائندوں کے قبضۂ قدرت میں آ گئی، مہاراشٹر کے مسلمانوں نے یہاں کانگریس پر بھرپور اعتماد کیا اور اسے اپنے لئے باعثِ رحمت سمجھا، لیکن ان جمہوری حکمرانوں نے یتیموں کی زمین کو بھی ایک سرمایہ دار کا محل کی تعمیر کیلئے فروخت کر دیا اور اس کی قیمت ڈکار گئے۔ اس موقع پر امت کے ان دانشوروں اور مفکرین کو جو دن رات جمہوریت کی تسبیح و تہلیل میں غرق رہتے ہیں ایک لمحے کے لئے ٹھہر کر ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرنا چاہئے کہ اس سیکولر جمہوری نظام نے گزشتہ ۶۵ سالوں میں مسلمانوں کو دیا کیا ہے اور ان سے چھینا کیا ہے؟

اس بارے میں دو وکلاء آشیش جوشی جو وزارتِ اقلیت میں منصوبہ بندی کے ڈائرکٹر ہیں اور احمد خاں پٹھان جو وقف بورڈ کے رکن ہیں نے عدالت سے رجوع کیا ہے۔ اتفاق سے جس وقت یہ معاملہ اٹھا مہاراشٹر ہی کے عبدالرحمٰن انتولے وزیر برائے اقلیتی فلاح و بہبود ہوا کرتے تھے اس کے باوجود معاملہ ٹائیں

ٹائیں فش ہوگیا، اس بارے میں سید شہاب الدین جیسے جہاندیدہ سابق سرکاری افسر اور سیاستداں بھی بہت زیادہ پرامید نہیں ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو امبانی سے اس کی صحیح قیمت ۳۰۰۰ کروڑ کا مطالبہ کرنے پر اکتفا کر لینا چاہئے، لیکن ۳۰۰۰ کروڑ تو دور کی بات ہے، کیا وقف بورڈ امبانی سے ۳ کروڑ بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے گا؟ اور اگر ہو بھی گیا تو وہ سرمایہ عام مسلمان کے فلاح و بہبود کے کام آئے گا؟ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مکیش امبانی کی اس بدعنوانی پر حکومتِ مہاراشٹر لگام لگاتی، لیکن اتفاق سے اس وقت مہاراشٹر میں مسلمانوں کی نام نہاد ہمدرد کانگریس پارٹی کی حکومت تھی اور اس کے آدرش وزیر اعلیٰ ولاس راؤ دیشمکھ نے اورنگ آباد میں اوقاف کی ۱۴۔ ایکڑ زمین جس کی قیمت بازار میں ۶۰ کروڑ بنتی تھی اپنے بھائی دلیپ راؤ دیشمکھ کی نرمان بھارتی کو ۱۴ کروڑ میں بیچ دی۔ اب بھلا وہ کس منہ سے مکیش کو منع کرتے، بلکہ یقیناً مکیش امبانی نے ان کی زبان پر بھی ایک آدرش طلائی تالہ لگا دیا ہوگا۔ جن رہنماؤں کے ضمیر کی کنجی سرمایہ داروں کی تجوری میں بند رہتی ہے ان سے کسی خیر کی توقع کرنا خود فریبی کے علاوہ اور کیا ہے؟۔

اوقاف کا مصرف کیا ہے، اور اس سے امت کے لئے کیا کچھ کیا جا سکتا ہے؟ اس سے کانگریس پارٹی کے فاضل رہنما اچھی طرح واقف ہیں۔ راجیہ سبھا کے نائب صدر کے رحمٰن خان فرماتے ہیں کہ اوقاف کے حوالے سے ایک مشترکہ پارلیمانی کمیٹی اپنی رپورٹ کافی گہرائی کے ساتھ تحقیق و تفتیش کے بعد مرکزی حکومت کے سامنے پیش کر چکی ہے، ان کے مطابق اگر اوقاف کا صحیح استعمال ہوا ہوتا تو مسلمانوں کی تعلیم اور بیروزگاری کے مسائل حل ہو جاتے، اور اس کے باعث پیدا ہونے والی غربت بھی اپنی موت آپ مر جاتی۔ ان کے مطابق اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ۷۰ فیصد اوقاف ناجائز قبضے میں جا چکی ہیں، تب بھی باقیماندہ ۳۰ فیصد ایک خطیر سرمایہ ہے، انہوں نے وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ سے سفارش کی ہے کہ قومی وقف بورڈ قائم کر کے اسے پیشہ ور افراد کے حوالے کیا جائے۔ لیکن کیا پیشہ ور سرکاری افسران بدعنوان نہیں ہیں۔ اس اقدام سے بدعنوانی کیسے ختم ہوگی؟ کرناٹک اقلیتی کمیشن کے چیئرمین انور منی پاڈی کی رپورٹ کے مطابق اس لوٹ کھسوٹ میں جس قدر حصہ سیاستدانوں کا ہے اسی قدر آئی اے ایس، آئی پی ایس اور کے اے ایس کے اعلیٰ افسران بھی ملوث ہیں۔ ویسے جس فراخدلی کے ساتھ رحمٰن صاحب نے ۷۰ فیصد اوقاف کی زمین پر

فاتحہ پڑھی ہے یہ شانِ قلندرانہ امت کیلئے سمِ قاتل ہے۔ اتفاق سے حالیہ بدعنوانی کی رپورٹ میں رحمٰن صاحب کا نام نامی بھی پایا جاتا ہے۔

اوقاف میں بدعنوانی کا بیج بورڈ کی تشکیل کے وقت بویا جاتا ہے۔ اول تو بورڈ بنایا ہی نہیں جاتا۔ اگر بنایا بھی جائے تو نااہل اور چاپلوس لوگوں کو اس میں بھرتی کر لیا جاتا ہے جو سیاسی سفارش نامہ اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں اکثریت بدعنوان اور بدمعاش افراد کی ہوتی ہے، آزادی کے بعد سرکاری مسلمانوں کی ایک ایسی فوج تیار ہوگئی ہے جو اقتدار وقت کا تعاون کرتی ہے اور بدلے میں مراعات حاصل کرتی ہے۔ وقف بورڈ اس عمل کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ لوگ دونوں ہاتھوں سے وقف املاک کو لوٹتے ہیں اسلئے کہ انہیں سرکاری تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ کرناٹک میں ہونے والے حیرت انگیز انکشافات پر کانگریسی رہنماؤں کے بیانات اس امر کی چغلی کھاتے ہیں۔ قمر الاسلام صاحب کا کہنا ہے کہ سی بی آئی تحقیقات ہوں۔ وہ جانتے ہیں کہ مرکز میں چونکہ کانگریس برسر اقتدار ہے سی بی آئی تفتیش میں وہ بچ نکلیں گے یا اسے اس قدر طول دیا جائے گا کہ اس پر اقدام ہونے تک سارے مجرم مرکھپ جائیں گے۔ سید حارث صاحب کا دعویٰ ہے کہ انور منی پاڈی کا ملت میں کوئی مقام نہیں ہے اور بی جے پی مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے یہ سب کر رہی ہے، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن کا مقام ہے ان لوگوں نے ملت کے مسائل سے پہلوتہی کی پشت زنی کیوں کی..؟ اور اوقاف کی املاک کا بکنا بدنامی ہے یا اس کا منکشف ہونا؟ انور منی پاڈی کے مطابق انہیں پہلے تو چار کروڑ رشوت کا لالچ دیا گیا اور پھر جان سے مارنے کی دھمکی دی گئی۔ ایسا کرنے والا وقف بورڈ کا سربراہ سید ریاض احمد فی الحال فرار ہے۔ ان مسلم سیاستدانوں پر جو حکومت سے ساز باز کر کے مسلم اوقاف کو نیلام کر رہے ہیں، احمد فراز کا شعر معمولی سی ترمیم کے ساتھ صادق آتا ہے: کہ

اقتدار ہے اوزار، اس نقب زن کا جو اپنے گھر کی ہی چھت میں شگاف ڈالتا ہے۔

اسلامی شریعت میں اوقاف کی حیثیت و اہمیت کا اندازہ کرنے کے لئے دور نبویؐ کا ایک واقعہ قابلِ توجہ ہے، مدینہ منورہ سے تقریباً ۶۰ میل شمال میں ایک دُرّے کے درمیان خیبر نام کی ایک بستی آباد تھی۔ اس علاقے میں کھجور وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے۔ خیبر کی فتح کے بعد مال غنیمت کے طور پر ان باغات

کا ایک حصہ حضرت عمر فاروقؓ کو ملا تو وہ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ اس زمین کو اللہ تعالی کی رضا میں دے دوں، اسلئے آپؐ مجھے حکم فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم یہی چاہتے ہو تو اصل زمین کو وقف کر دو اور اس سے جو کچھ پیداوار ہو، اُسے بطور صدقہ تقسیم کر دو، چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس زمین کو اس شرط کے ساتھ خدا کی راہ میں دے دیا یعنی وقف کر دیا کہ اصل زمین کو نہ تو فروخت کیا جائے، نہ ہبہ کیا جائے اور نہ اُسے کسی کی میراث قرار دیا جائے اور اس کی پیداوار سے بطور صدقہ فقیروں، قرابت داروں کو نفع پہونچایا جائے، غلاموں کی مدد کی جائے، تاکہ وہ آزاد ہو جائیں، اس زمین کی پیداوار سے مکاتب کی اعانت کی جائے، جہاد فی سبیل اللہ اور حاجیوں پر خرچ کیا جائے، مسافروں کی ضرورتیں پوری کی جائیں اور مہمانوں کی مہانداری کی جائے۔ اس زمین کا متولی بقدر حاجت اس میں سے کھائے یا اپنے زیرِ کفالت اہل وعیال کو کھلائے تو اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہے، لیکن اس آمدنی سے مالدار نہ بنے۔ (بخاری ومسلم)

یہ حدیث وقف کا مصرف بتلاتی ہے، چنانچہ تمام مسلمانوں کا بالاتفاق یہ مسلک ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی کوئی جائیداد مثلاً زمین ومکان وغیرہ کسی نیک مقصد اور اچھے کام کیلئے اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی کی خاطر وقف کر دیتا ہے تو یہ جائز ہے، اور وہ وقف کرنے والا بے شمار اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے، نیز یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ وقف جائداد نہ فروخت کی جاسکتی ہے اور نہ ہبہ ہوسکتی ہے اور نہ کسی کی میراث بن سکتی ہے، یہ حدیث وقف کی اہمیت بھی ظاہر کرتی ہے، چونکہ وقف ایک صدقہ جاریہ ہے، اسلئے اس کا ثواب وقف کرنے والے کو برابر ملتا رہتا ہے، لیکن اس بابت واضح تنبیہ قرآن مجید میں موجود ہے، ارشاد ربانی ہے: اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقے سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کیلئے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے۔ (سورۂ بقرہ۔۱۸۸)

آشیش جوشی نے مکیش امبانی کے خلاف اپنی شکایت میں لکھا ہے کہ ''وقف جائیداد اللہ تعالی کے نام پر وقف ہوتی ہیں اور ان سے حاصل ہونے والے فوائد کو مسلم سماج کے ضرورت منداور مستحق افراد کے خیر وفلاح پر صرف ہونا چاہئے''۔

یہ قدرت کی ستم ظریفی ہے کہ اوقاف کے جس مصرف کو ہمارے سیاسی رہنماؤں نے اپنے گوں ناگوں مفادات کے پیشِ نظر بھلا دیا اسے ایک غیر مسلم ہمیں یاد دلا رہا ہے۔ یہ بھی ایک حسن اتفاق ہے کہ اوقاف کی املاک کو جو امت کے غریبوں کی امانت ہے ہمارے نام نہاد ہمدرد وبہی خواہ دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں اور ہماری دشمن سیاسی جماعت اپنے گوناگوں سیاسی مفاد کے پیشِ نظر انہیں بے نقاب کر رہی ہے۔ کرناٹک کی بی جے پی حکومت سے مشیت یہی کام لے رہی ہے۔ کرناٹک اقلیتی کمیشن کی جانب سے تیار کردہ اس ۷۰۰۰ صفحات پر مشتمل رپورٹ میں جو ٹھوس تجاویز پیش کی گئی ہیں وہ کے رحمٰن خان کے بے جان مشوروں سے یکسر مختلف اور قابلِ توجہ ہیں:

☆ وقف بورڈ کو ایک سال کیلئے معطل کر کے لوک آیوکت کے ذریعے بدعنوانی کی مکمل تحقیقات کروائی جائیں۔ ☆ وقف املاک کو واپس لینے کیلئے ایک خصوصی ٹاسک فورس تشکیل دیا جائے۔ آئی اے ایس افسر جنیش گوئل کو ٹاسک فورس کا سربراہ مقرر کیا جائے۔ ☆ بورڈ کی صاف شفاف کارگزاری کی خاطر ضابطہ سازی کی غرض سے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی قائم کی جائے۔ ☆ کمیٹی میں دو آئی ایس افسران، ایک وظیفہ یافتہ جج، دو غیر سرکاری تنظیموں کے افراد اور اقلیتی کمیشن کے تین ارکان شامل ہوں۔ ☆ دوسرے مرحلے کا سروے شروع کیا جائے۔ اراضی کا تازہ آڈٹ کیا جائے۔ ☆ غصب شدہ زمینوں پر ناجائز قبضہ ختم کیا جائے۔ ☆ غاصبوں کو ۵۔۱۰ سال تک کی قید اور ان پر مقبوضہ زمین کی قیمت سے دوگنا جرمانہ لگایا جائے وغیرہ۔

یہ تو کہنا مشکل ہے کہ ان سفارشات پر کس حد تک عمل ہوگا یا بلکہ سرے سے کچھ ہوگا بھی کہ نہیں؟ سدانند گوڑا یہ سب کرنے تک اقتدار میں بھی رہیں گے یا نہیں؟ انہیں یدیورپا اقتدار سے بے دخل کر دیں گے یا وسط مدتی انتخاب میں کانگریس اقتدار میں آجائے گی؟ اس لئے کہ کرناٹک کی غیر مستحکم سیاسی صورتحال میں کچھ بھی ہوسکتا ہے لیکن کسی سیاسی چمتکار کے چلتے اگر چند بڑی مچھلیوں کی جیب سے جرمانہ وصول ہو جائے نیز انہیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال کر دیا جائے تو اس لوٹ مار پر کسی نہ کسی حد تک لگام ضرور لگے گی اور اس کیلئے مسلمانانِ ہند اپنے ازلی دشمن بی جے پی کے ممنون ومشکور ہوں گے بقولِ شاعر ؎

تم ہی نہیں ہو دشمن اپنے ہم بھی ہیں کچھ ایسے ہی
ہم نے خود جب گھر کو جلا ڈالا ساری کہانی ختم ہوئی

بعث پارٹی پر ایک نظر.....!

نیاز احمد عبدالحمید طیب پوری۔

((آج کل شام جن حالات سے گزر رہا ہے آئے دن اخبارات میں ہم پڑھتے رہتے ہیں، ظالم بشار الاسد نہتے عوام پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہے، اور اس نے ظلم وستم کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں، بشارالاسد اور اس کے والد کا تعلق ''البعث'' پارٹی سے ہے، آیئے نیاز احمد عبدالمجید طیب پوری کے اس مضمون میں دیکھتے ہیں کہ بعث پارٹی کیا ہے؟ اس کا بانی کون ہے؟ اس کے نظریات کیا ہیں؟)) (ادارہ)

حزب بعث علمانی، لادینی کمیونسٹی قومی پارٹی ہے، اس کا مقصد اور بنیادی ہدف یہ ہے کہ اسلامی اور عربی قدروں کو پامال کر کے ملک اور قوم کو کمیونسٹی فکر میں ڈھال دیا جائے۔ یہ'' أمة عربية واحدة ذات رسالة خالدة'' کا فلک شگاف نعرہ بلند کرتے ہیں، پر'' رسالة خالدة'' سے رسالت محمدی مقصود نہیں ہے، بلکہ'' رسالة الحزب البعث'' ہے۔

تاسیس اور نمایاں شخصیات:

میشیل عفلق اور صلاح البیطار پیرس میں پڑھتے تھے، عفلق نصرانی تھا، بیطار سنی، ۱۹۳۲ء میں یہ دونوں پیرس سے اپنی تعلیم مکمل کر کے عراق آئے، یہ دونوں اشتراکی فکر سے مسلح تھے۔ عراق میں یہ صیغہ تعلیم سے جڑ گئے، اور اپنے احباب، شاگردوں اور نوجوانوں میں اشتراکی فکر کی ترویج کرنے لگے۔ ۱۹۳۴ء میں عفلق اور بیطار نے'' الطلیعہ'' نام کا مجلّہ جاری کیا، ان کے ساتھ مارکسیوں کی ایک جماعت کام کر رہی تھی، یہ اپنے آپ کو'' جمعية الأحياء العربی'' کا نام دیتے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں'' حزب البعث العربی'' کی تاسیس عمل میں آئی، نمایاں موسسین میں مشیل عفلق، صلاح البیطار، جلال السید اور زکی الارسوزی تھے۔

۱۹۴۶ء میں سیریا کی آزادی کے بعد اس کی حکومت میں بعث پارٹی کا نمایاں کردار رہا ہے۔

بعث پارٹی کے دو بازو تھے، ایک شام میں، دوسرا عراق میں، شام میں ۱۹۶۳ء میں بعث پارٹی

اقتدار میں آئی، اور اس وقت سے آج تک یہی پارٹی حکومت کر رہی ہے۔ ۱۹۷۰ء میں حافظ الاسد نے سیریا کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی، اور جب تک زندہ رہا خاک وخون سے کھیلتا رہا اور حریت، عدل اور مساوات کا دعویٰ کرنے والے عوام کا خون چوستا رہا، کسی کو زبان کھولنے کی آزادی نہ تھی۔ اس کے دور اقتدار میں مارشل لا نافذ تھا۔ جب عرب اور عربی افریقہ میں انقلاب کا بگل بجا ہے، مصر، تیونس اور لیبیا کے انقلاب کے بعد شام میں بھی مظاہرین سڑک پر نکل آئے، بشار الاسد نے مارشل لا ختم کر دیا، لیکن تادم تحریر فوجی کریک ڈاؤن جاری ہے۔

جہاں تک عراقی بازو کا تعلق ہے تو کرسی تک پہونچنے کے لئے بعثیوں نے سخت جدوجہد کی اور بے پناہ خون بہایا اور معصوموں کو قتل کیا۔

عراق میں فیصل ثانی کی حکومت تھی۔ ۱۹۵۸ء میں اردن سے عبدالسلام عارف بغداد آیا اور ایک منصوبہ کے تحت بغداد ریڈیو اسٹیشن پر قبضہ کر لیا اور شاہی حکومت کے خلاف انقلاب کا اعلان کر دیا۔ ملک فیصل ثانی، اس کے ولی عہد اور کئی بڑے افسروں کو قتل کر دیا گیا۔ انقلاب کے دس دن کے بعد حزب بعث کا مؤسس مشیل عفلق بغداد آیا، اس نے اس بات کی کوشش کی کہ بغداد'' الجمهورية العربية المتحدة'' (مصر اور شام) کے ساتھ مل جائے، لیکن کمیونسٹ پارٹی نے انکار کر دیا۔ عبدالکریم قاسم عراق کے قائد بنے۔

۱۹۶۳ء میں بعث پارٹی نے عبدالکریم قاسم کا تختہ پلٹ دیا۔ اس انقلاب میں خون کی ہولی کھیلی گئی اور بڑے ڈرامائی انداز میں عبدالکریم قاسم اور دیگر وزراء کو گولیوں سے بھون دیا گیا۔ یہ انتہائی خطرناک آپریشن تھا جو کامیابی سے ہمکنار ہوا۔

کچھ دنوں کے بعد بعث پارٹی کے معتدل اور متشدد بازوؤں میں اختلاف ہو گیا۔ عبدالسلام عارف نے فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے پہلی بعثی حکومت کو زمین بوس کر کے احمد حسن البکر کو عراق کا نائب صدر بنا دیا، یہ معتدل بعثی تھا۔

۱۹۶۴ء میں میشیل عفلق کی وصیت اور سفارش پر صدام حسین کو بعث پارٹی کا ممبر منتخب کیا گیا۔

۱۹۶۶ء میں بعثیوں نے غیر بعثی کمانڈروں کے ساتھ ساز باز کر کے عارف کی حکومت گرا دی۔

۱۹۶۸ء میں بعث پارٹی نے عبدالسلام عارف کے خلاف انقلاب بپا کرنے والے سارے معاونین کو ان

کے عہدوں سے برطرف کردیا اور احمد حسن البکر کو انقلاب کا لیڈر عراق کا صدر اور فوج کا کمانڈر متعین کیا۔ صدام حسین نائب رئیس متعین کئے گئے۔

۱۹۷۹ء میں صدام حسین عراق کے صدر بنے، زمام حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد صدام حسین نے بڑے پیمانے پر انقلابیوں کے تقریباً ایک تہائی ممبران کو موت کے گھاٹ اتار دیا، ان کی تعداد پانچ سو (۵۰۰) سے زیادہ تھی۔ یہ بعث پارٹی کے نمایاں لیڈر تھے۔ اسی سال صدر صدام حسین نے وزیر تعلیم، وزیر تربیت، وزیر صناعت اور کئی بڑے افسروں کو پھانسی دیدی۔ ایک مہینہ سے کم مدت میں ۵۶ بڑے افسروں کو موت کی سزا دی گئی۔

۱۹۸۰ء میں صدام حسین نے شیعوں کے سرکردہ عالم محمد باقر الصدر اور ان کی بہن زینب الصدر کو موت کی سزا دی۔ ۲۲ر ستمبر ۱۹۸۰ء میں صدام حسین نے ایران پر حملہ کردیا، پانچ لاکھ عراقی نوجوان لقمہ اجل بن گئے، سات لاکھ معذور ہوگئے، ۲ لاکھ ملین ڈالر جنگ پر خرچ آیا، تقریباً آٹھ سال تک ملک کی ہر طرح کی ترقی رک گئی، ملک اور قوم کو جہنم میں جھونکنے کے بعد صدام نے اعلان کیا کہ ایران کے ساتھ جنگ غلطی تھی اور اتفاقیہ الجزائر کی طرف لوٹنا ضروری ہے۔ ایران کے ساتھ جب جنگ جاری تھی تو عراق میں بسنے والے کردوں کے ساتھ بڑا وحشیانہ سلوک کیا گیا تھا۔ ان پر کیمیکل گیس سے حملہ کیا گیا اور جیتی جاگتی بستیوں اور ہنستے مسکراتے بچوں، بوڑھوں اور نوجوانوں کو پلک جھپکتے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، اور پورا شہر اور علاقہ قبرستان میں بدل گیا اور آس پاس کی بستیوں کا فوٹو اور مردوں کی لاشوں کو دیکھ کر کلیجہ دہل جاتا ہے، نیلگوں آسمان نے یہ بربریت اور وحشیت نہیں دیکھی ہوگی کہ ایک حاکم اپنی رعایا کی حفاظت کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے اور انہیں ترقی کے راستے پر گامزن کرنے کے بجائے ان پر نیپام بم برساتا ہے۔ کیمیائی گیس کے گولے پھینکتا ہے اور بنا کسی تمیز کے پورے شہر کو قبرستان میں بدل دیتا ہے۔

۲ر اگست ۱۹۹۰ء کو صدام حسین نے کویت پر بنا کسی سبب کے فوجی یلغار کردی اور اس مخیّر اور بلد توحید پر قبضہ کرلیا، بنکوں کو لوٹ لیا جس کے ہاتھ جو چیز آئی اسے اپنا لیا، تیل کے کنوؤں میں آگ لگادی۔ صدام کو اپنی ناعاقبت اندیشی کی بھاری قیمت چکانی پڑی۔ جن لوگوں نے اسے کویت پر حملہ کرنے پر اکسایا تھا انہیں کی بین الاقوامی اتحادی فوج بنی اور حلیفوں کی فوج نے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس جنگ

میں ہزاروں عراقی فوجی اور سویلین مارے گئے۔ صدام ذلیل ہوا۔ کویت کو خالی کیا، اس فوجی آپریشن کا نام عاصفۃ الصحراء تھا، جس نے تاش کے پتوں کی طرح عراق کو بکھیر دیا۔ اس جنگ میں ہر طرح کا جانی و مالی نقصان صرف مسلمانوں کا ہوا۔

بعث پارٹی کے بعض افکار و نظریات:

۱۔ حزب البعث کے مؤسس نے اعلان کیا تھا کہ عراق میں صرف ایک نظام پر عمل ہوگا۔ ہم سختی سے بعثی اصولوں پر عمل کروائیں گے۔ (دنیا نے دیکھا کہ بعث پارٹی کے سربرآوردہ ہونے کے بعد عراقیوں کی زندگی جہنم بن گئی، سیاسی لیڈران، پولیس اور ملٹری من مانی کرتی تھی)۔

۲۔ بعث پارٹی کی یہ تعلیم تھی کہ اسلام اور عروبہ سے عوام اپنا تعلق ختم کرلے۔ پارٹی اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ دین کو سیاست سے الگ رکھا جائے، اس کی نظر میں حمورابی شریعت، جاہلی اشعار دین محمد اور مامون کی ثقافت برابر ہیں۔

۳۔ بعث پارٹی اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ عربی امت کی بقا اور ترقی کے لئے اشتراکیت بنیادی شرط ہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ اس غیر فطری نظام سے عراق میں خوش حالی نہیں آئی، فقر و مسکنت کا معیار بلند نہیں ہوا، بلکہ اس نظام نے سب کو فقیر بنادیا۔ عراق قدرتی وسائل سے مالا مال تھا، لیکن عراقی قوم کو ملنے کی بجائے بعثیوں نے اسے اپنی جھولی میں ڈال لیا، عراقی دستور سے ہر اس قانون کو نکال دیا گیا جس کو اسلام سے کسی بھی طرح کا تعلق تھا۔

۴۔ ۱۹۸۲ء میں بغداد میں بعث پارٹی کی طرف سے ایک کانفرنس منعقد کی گئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ دین تخلف اور پچھڑے پن کی علامت ہے۔ بعض بعثی لوگوں نے دین کے احکام اور رسم و رواج پر عمل کرنا شروع کردیا ہے اور دینی مفہوم بعثی افکار پر غالب آرہا ہے، اور یہ خطرناک بات ہے۔

ضروری ہے کہ بعث پارٹی دینی نشاطات کو نشانہ بنائے، کیونکہ یہ عراقی قوم، حزب انقلاب اور قومیت کے خلاف ہے۔ اسی وجہ سے صدام حسین اور حزب بعث اپنے جملہ معاونین کے ساتھ اسلام کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا۔ اس کی مثال ایسے تھی: ''کنت امرء من جند إبليس فارتقى بى الحال حتى صار إبليس من جندى'' میں ابلیس کی فوج کا ایک آدمی تھا لیکن میں نے ترقی کی اور ابلیس میری

فوج کا آدمی بن گیا۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صدامی کارروائی:

(۱) ۴۷ علماء، دعاۃ اور مبلغین کو قتل کر دیا، ان میں ایک سرکردہ عالم عبدالعزیز البدری بھی تھے۔ محمد باقر الصدر کو قتل کیا جو بڑے شیعہ عالم تھے، اس نے بہت سے (اس کی نظر میں متہم) علماء کو مصطفیٰ البرزانی کے پاس مفاہمت اور بات چیت کے لئے بھیجا، اس نے علماء کو ایسے کپڑے پہننے پر مجبور کیا جس میں ٹائم بم لگے ہوئے تھے، جیسے ہی کوئی یہ لباس پہنتا تھا اس کو ریموٹ سے اڑا دیا جاتا تھا، ان میں سے اکثر کو موت کی سزا دی گئی، صدام اپنے پورے دور قیادت میں اسلام پسندوں اور سرکردہ علماء کو مسلسل قتل کرواتا رہا۔

(۲) روشن خیال اور دین پسند پروفیسروں اور معلمین کو وقت سے پہلے ریٹائر کروا دیا، اس کے بعد ان پر مقدمات چلائے گئے، ان کے سلسلے میں مختلف احکام صادر ہوئے، کسی کو نوکری سے ہٹا دیا گیا، کسی کو دنیا سے ہٹا دیا گیا، کسی کو گھر سے ہٹا کر جیل میں ڈال دیا گیا۔

(۳) عراق کی سینکڑوں مسجدیں اس وجہ سے بند کر دی گئیں کہ نوجوان عراقی وہاں ایک دوسرے سے ملتے تھے۔

(۴) بک شاپوں میں دینی کتابوں کے رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔

اسلامی حجاب پر پابندی تھی، اس بات کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں آپس میں تعلقات پیدا کریں، کلب کھولے گئے جو رات میں دیر تک کھلے رہتے تھے اور مرد و زن کا گرم جوشی سے استقبال کرتے تھے، جو لوگ اس طرح کا کلب کھولنا چاہتے تھے حکومت ان کا زبردست مالی تعاون کرتی تھی، بازاروں اور سڑکوں پر فاحشہ عورتیں گھومتی رہتی تھیں، شراب کی دکانیں عام تھیں، کویت پر غاصبانہ قبضہ کے بعد وہاں پر بھی شراب کی دوکانیں کھول دی گئی تھیں۔

عراق سب سے آخر میں ''منظمة المؤتمر الإسلامی'' کا ممبر بنا تھا اور یہ اس وقت ہوا تھا جب اس کو اس بات کا احساس ہوا تھا کہ یہ اسلامی اعتبار سے سب سے کٹ کر رہ جائے گا، لیکن اس نے مؤتمر کے قراردادوں پر عمل نہیں کیا تھا۔

(۷) ہر اس جماعت اور تنظیم کی مالی اور معنوی مدد کی جاتی تھی جو اسلام کے خلاف آواز اٹھاتی تھی۔

جیلوں میں سزاؤں پر ایک نظر:

(۱) بجلی کے آلوں سے کان میں سوراخ کیا جاتا تھا۔

(۲) قیدیوں کو ننگے پاؤں ایسی سیڑھیوں پر چلنے کے لئے مجبور کیا جاتا تھا جس پر شیشے توڑ کر پھیلا دیئے جاتے تھے، قیدی مجبوراً جب اس پر چلتا تھا تو اس کے پیر مجروح ہو کر لہولہان ہو جاتے تھے، جب وہ آخری سیڑھی پر پہونچتا تھا تو اس کو بجلی کا شاٹ لگایا جاتا تھا۔

(۳) بجلی کا زبردست شاٹ لگایا جاتا تھا۔ پلاسٹک کی پائپ سے مارا جاتا تھا، گندے پانی میں ڈبو یا جاتا تھا۔ اس کے بعد اسے باہر نکال کر اس پر گرم پانی ڈالا جاتا تھا۔ پھر اس پر ٹھنڈا پانی انڈیلا جاتا تھا۔

(۴) قیدی کو بجلی کے پنکھے سے لٹکا دیتے تھے اس کے بعد پنکھا چلا دیتے تھے، قیدی کے جسم کو جلتے ہوئے سگریٹ اور گرم کیلوں سے داغتے تھے۔

(۵) قیدیوں کو کئی کئی دنوں تک کھانا پانی نہیں دیتے تھے، اس کے بعد شیشے کے پیالے میں برف کا پانی دیتے تھے، جیسے ہی وہ پیالہ منہ کو لگاتا تھا پولیس زبردست ڈنڈا پیالے پر مارتی تھی شیشہ چور چور ہو جاتا، دانت ٹوٹ جاتے اور منہ میں شیشہ کی کرچیاں بھر جاتیں۔

(۶) متہم قیدیوں کی بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کو جیل میں طلب کیا جاتا اور انہیں کے سامنے ان کی عصمت دری کی جاتی، تاکہ ان کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ اپنے کردہ یا ناکردہ گناہوں کا اعتراف کر لیں۔

عراقی اور سامی دستور میں اسلام کا نام تک نہیں:

(۱) عراقی اور سامی دستور میں دین کا نام نہیں آیا ہے۔

(۲) ایمان باللہ کا کلمہ نہیں آیا ہے۔

(۳) خاندانی نظام کی بابت زنا کی حرمت کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا ہے۔

(۴) خارجی سیاست میں عالم اسلام سے اپنے کسی تعلق کا اظہار نہیں کیا ہے۔

(۵) اسلامی تاریخ نے عربی امت کو بہت اونچا مقام عطا کیا ہے پر دستور میں کہیں بھی اس طرف اشارہ نہیں ہے۔

(۶) بعث پارٹی حریت اور آزادی کا فلک شگاف نعرہ بلند کرتی ہے، لیکن عراقی حکومت نے جبر و تشدد، تعذیب اور سفاکیت کا وہ بازار گرم کیا جس کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔

ظلم اور سیاسی جبر سے پریشان ہو کر دین کی حفاظت کے لئے بہت سے لوگ عراق چھوڑ کر چلے گئے۔

بعث پارٹی علمانیت (لادینیت) کی علم بردار تھی، یہ اپنے وضع کردہ اصول وقوانین پر فیصلہ کرتی تھی،، شراب خانے دن رات کھلے رہتے تھے، مالی نظام سود پر مبنی تھا، دعاۃ اور مبلغین کی زبان اور قلم پر پابندی تھی۔

اشتہاری قیمت۔Advertisement Tarrif

آخری صفحہ ٹائٹل رنگین۔	2500/=
پہلا اندرونی صفحہ رنگین ٹائٹل نمبر دو۔	1500/=
اندرونی صفحہ رنگین، ٹائٹل نمبر تین۔	1500/=
اندرونی صفحہ۔ بلیک اینڈ وائٹ۔	1000/=
اندرونی نصف صفحہ۔ بلیک اینڈ وائٹ۔	500/=
اندرونی پاؤ صفحہ۔ بلیک اینڈ وائٹ۔	250/=

دُعا

سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ میں مانگوں تو کیا مانگوں
بلا مانگے عطا ہو، گر نہ میں کوئی عطا مانگوں

گنہگارِ وفا ہوں میں ندامت سے جبیں خم ہے : زباں اٹھتی نہیں میری کہ تجھ سے کیا مانگوں
رفیقِ عافیت کر مجھ کو دنیا اور عقبیٰ میں : مصیبت کا ہوں مارا اور کیا اس کے سوا مانگوں
پلا دے معرفت کا مجھ کو ایسا جام اے ساقی : سراپا درد بن کر میں بھی تجھ سے ہر دعا مانگوں
فریبِ دہر سے بچ کر نکلنا اب نہیں ممکن : یہی بس ایک صورت ہے کہ رحمت کی گھٹا مانگوں
نہ کچھ روشن ضمیری ہے، جہاں ظلمت کدہ اب ہے : ضرورت ہے کہ رو رو کر چراغوں کی ضیا مانگوں
گریباں چاک ہے بیتاب دل زخمِ جگر بھی ہے : غریبِ ناتواں ہوں میرے مولیٰ کیا دوا مانگوں
زمانہ مجھ سے بدظن ہے حوادث کا تسلسل ہے : مجھے توفیق دے یارب کہ میں صبر و رضا مانگوں
فلک تیور دکھاتا ہے زمین دشمن ہوئی اپنی : ترے در کے سوا جا کر کہاں مہر و وفا مانگوں
گلوں نے حسن مانگا تو عنادل کو ملے نالے : لگا ہوں سوچنے میں بھی کہ آہِ بے نوا مانگوں
جدائی، یاس، سوزش، گریہ، نالہ آہ، غم، حسرت : ہزاروں مرض ہیں مولیٰ میں کن کن سے شفا مانگوں
مجھے اب طاقتِ پرواز دے منزل پہ جا پہنچوں : ملے محبوب کی مجھ کو رفاقت اور کیا مانگوں

ہزاروں سجدے ہوں قربان میرے ایک سجدے پر
یقیں محکم ملے مجھ کو جو میں نورِ ہدیٰ مانگوں

(نورالہدیٰ قاسمی)

تیسری قسط

علمِ حدیث کا طرزِ درس وتدریس۔

محمد ادریس بن محمد یوسف گودھروی۔ جامعہ کنز العلوم۔ احمد آباد

قارئین کرام! زحمت گوارہ فرما کر گذشتہ شمارہ سے ملا کر پڑھئے۔

(۶) المشتبه فی أسماء الرجال وأنسابهم:

تالیف: ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبیؒ (متوفی: ۷۴۸)

یہ کتاب بنیادی اعتبار سے حافظ عبدالغنی ازدی، ابن ماکولا، ابن نقطہ اور امام ذہبی کے استاذ ابن فرضی کی کتابوں کا خلاصہ ہے، کچھ معلومات کا اضافہ مؤلف نے اپنی طرف سے بھی کیا ہے، یہ کتاب حروف معجم کی ترتیب پر مرتب ہے، اس کتاب میں مشتبہ اسماء وانساب کو حروف کے بجائے حرکت سے ضبط کیا ہے، کسی بھی قسم کے ناموں کا ذکر مکمل نہیں ہے، بلکہ ''وغیرھم'' کہہ کر کام چلانے کی کوشش کی ہے، اس وجہ سے اس کتاب سے استفادہ کرنے والا شخص اس وقت حیران ہو کر رہ جاتا ہے، جب کسی مشتبہ نام کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے اور وہ نام اس میں نہیں ہوتا ہے کہ آخر اس مطلوبہ نام کو وہ کس میں شمار کرے، جبکہ دونوں قسموں میں ''وغیرھم'' موجود ہوتا ہے۔ (فتح المغیث۔ ۱۸۳/۴)

(۷) تبصير المنتبه بتحرير المشتبه۔

تالیف: حافظ ابن حجر عسقلانیؒ۔ (متوفی: ۸۵۲)

یہ کتاب جیسا کہ نام سے واضح ہوتا ہے کہ امام ذہبیؒ کی کتاب ''المشتبہ'' سے متعلق ہے، جب حافظ ابن حجر نے اس کتاب کو دیکھا تو تین بنیادی خامیاں نظر آئیں۔

(۱) مشکل اسماء کو حروف کے بجائے حرکات سے ضبط کیا گیا تھا، حالانکہ حرکات کے بدلنے کا بہت زیادہ امکان ہوتا ہے۔

(۲) دوسری خامی یہ تھی کہ کتاب بالکل مختصر ہوگئی تھی، مشکل ناموں کو ذکر کرنے کے بعد ہر قسم میں چند مثالیں دے کر ''وغیرھم'' کہہ کر کام چلایا تھا جس سے التباس ہو جاتا تھا۔

(۳) بہت سارے وہ تراجم جو ان کی معتمد علیہ چاروں کتابوں میں کسی نہ کسی کتاب میں موجود تھے، ان سے فوت ہو گئے تھے، (جرح وتعدیل۔ ص: ۵۵۱۔ بحوالہ تبصير المنتبه ۱/۱۔۲)

حافظ ابن حجرؒ نے اس کتاب میں مذکورہ خامیاں دور کرنے کی کوشش کی ہے، مشکل کلمات کو حروف کے ذریعہ ضبط کیا ہے، وہ اسماء جو مشتبہات کے ضمن میں آتے ہیں ان کی بڑی اچھی تفصیل کر دی ہے، بنیادی کتابوں کے فوت شدہ تراجم کا اضافہ کیا ہے، نیز اپنی طرف سے بہت سے تراجم کا اضافہ کیا ہے، خاص طور سے زمانہ جاہلیت کے شعراء، فرسان وغیرہ جن کا تذکرہ تاریخ وسیر کی کتابوں میں پایا جاتا ہے ان کا بھی ذکر کر دیا ہے، یہ سارا کام بڑے ہی اچھوتے انداز میں کیا ہے۔

حافظ ابن حجر نے اپنے طریقۂ تالیف کی طرف یوں اشارہ کیا ہے، ابتداء ان ناموں سے کی ہے جو مشہور ہیں اور ان کے ضبط کی ضرورت نہیں ہوتی، اور ان ہی کلمات کا ضبط تحریر کیا ہے جن کے ضبط کی ضرورت پڑتی ہے، جن کے بارے میں کچھ نہیں لکھا گیا وہ اپنے ماقبل کے مانند سمجھے جائیں، اپنی طرف سے جن تراجم کا اضافہ کیا ہے ان کی ابتداء لفظ ''قلت'' سے کی ہے اور آخر میں ''انتہی'' تحریر کر دیا ہے۔

(تبصير المنتبه۔ ۲/۱)

اس ضبط تحریر، کامل تحقیق، بابصیرت نقد اور جستجوئے کثیر کی وجہ سے یہ کتاب اس فن کی انتہائی جامع اور مفید کتاب بن گئی ہے، جس کے مطالعہ سے قلبی راحت ملتی ہے، مشتبہات کی تاریکی روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے، اس کتاب کی موجودگی میں بظاہر کسی دوسری کتاب کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، یہ کتاب چار جلدوں میں علی محمد بجاوی کی تحقیق کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔

(۸) المغنی فی ضبط الأسماء لرواة الأنباء۔

تالیف: علامہ محمد بن طاہر پٹنی۔ (متوفی: ۹۸۶)

یہ کتاب خطۂ گجرات کے مشہور ومعروف عالم دین، صاحبِ مجمع بحار الأنوار علامہ محمد بن طاہر پٹنی کی تالیف کردہ ہے، مؤلف نے اس کتاب میں کتب سابقہ میں موجود اسماء، انساب اور القاب سے متعلق منتشر مواد کو نہایت ہی سلیقہ مندی سے جمع کر دیا ہے، گویا یہ کتاب سب کتابوں کے لُبِّ لباب کی حیثیت رکھتی ہے، اور یہ کتاب دریا بکوزہ یا بقامت کہتر بہ قیمت بہتر کی صحیح مصداق ہے، اس کتاب کا مقام و

مرتبہ اہلِ علم سے مخفی نہیں ہے، یہ کتاب مشرق ومغرب میں ہاتھوں ہاتھ لی گئی، اور علماء فن نے اسے خوب سراہا، خود مصنفِ کتاب اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''مجمع بحارالانوار'' کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں: '' هٰذَا كُلُّهُ مِنْ مُسَوِّدِيْ الْمُسَمَّى بِالْمُغْنِيْ وَهُوَ كِتَابٌ تَلَقَّتْهُ الْفُضَلَاءُ بِالْقَبُوْلِ وَلَا بُدَّ مِنْهُ لِمَنْ يُرِيْدُ التَّبَحُّرَ فِي هٰذَا الشَّأْنِ''۔

شارح مشکوٰۃ، شیخ محدث عبدالحق دہلوی اپنی کتاب ''اخبارالأخیار'' میں کتاب کی تعریف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''ورسالہ دیگر مسمی بمغنی کہ تصحیح اسماء الرجال کردہ بے تعرض بہ بیان احوال بغایت مختصر ومفید''۔

اب یہ کتاب محدث کبیر، ناقد بصیر استاذ محترم حضرت مولانا زین العابدین صاحب اعظمی۔ اطال اللہ بقاءہ بالصحۃ والعافیۃ (صدر شعبۂ تخصص فی الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور) کی تحقیق وتعلیق اور مفید استدراک کے ساتھ زیورطبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آچکی ہے۔

کتاب کی ترتیب:

کتاب کی ابتداء میں مفتی عبداللہ صاحب معروفی مدظلہ العالی (استاذ شعبۂ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند) نے ضبط اسماء رجال کی اہمیت، ضبط میں کوتاہی کے برے نتائج، علماء حدیث کی ضبط کی طرف توجہ، ضبط کے قواعد کا استعمال، کتب تصحیفات، کتب مؤتلف ومختلف کتاب المغنی کا تعارف اور محقق کتاب حضرت مولانا کی سوانح زندگی وغیرہ امور پر سیر حاصل بحث کی ہے، اس کے بعد محقق کتاب حضرت مولانا نے ''مقدمۃ التحقیق'' کے عنوان سے مقدمہ تحریر فرمایا ہے، اس کے بعد کتاب میں مؤلفِ کتاب علامہ محمد بن طاہر پٹنیؒ کے حالاتِ زندگی مذکور ہے۔

متقدمین نے کتب مؤتلف ومختلف کو اس طرح مرتب کیا تھا کہ کسی راوی کے نام کا عنوان قائم کرکے اس نام کے جتنے رواۃ ہوتے ان سب کو ذکر کردیتے تھے، اس میں والد، جد، لقب اور کنیت وغیرہ کا ذکر کردیتے تھے، جیسے ''بدیل'' کا عنوان قائم کرکے اس کے مشابہ جتنے بھی رواۃ ہوتے ان کو ذکر کردیتے تھے، لیکن مؤلف مغنی نے کتاب کو حروف ہجائیہ کی ترتیب پر اسطرح مرتب کیا ہے کہ اگر کسی راوی کے والد کا نام محتاج ضبط ہوتا ہے اور راوی کا نام محتاج ضبط نہیں ہوتا تو راوی کا نام چھوٹے حروف میں اور والد کا نام

بڑے حروف میں تحریر فرما کر اپنی جگہ یعنی اپنے حرف میں ذکر کرتے ہیں، اسی طرح جد، کنیت اور لقب کو ذکر کرتے ہیں، والد کی مثال: جیسے حکیم بن أثرم، اس نام کو حرف الحاء میں ذکر نہیں کیا ہے، بلکہ حروف الھمزہ میں ذکر کیا ہے، کیونکہ ''أثرم'' کے ضبط کو واضح کرنا مقصود تھا۔

جد کی مثال: صفیۃ بنت حی بن أخطب۔ اس نام کو حرف الھمزہ میں ذکر کیا ہے، اس لئے کہ جد أخطب کا ضبط تحریر کرنا مقصود تھا۔

لقب کی مثال: الأشج۔ یہ منذر بن عائذ کا لقب ہے۔ اس لقب کو حرف الھمزہ کے ماتحت ذکر کیا ہے۔ کیونکہ الأشج کا ضبط بیان کرنا مقصود تھا۔

کنیت کی مثال: ابو أرطاۃ۔ یہ حصین بن زمعہ کی کنیت ہے، اس نام کو بجائے حرف الحاء میں ذکر کرنے کے حرف الھمزہ میں ذکر کیا ہے، کیونہ أبوأرطاۃ کا ضبط واضح کرنا مقصود تھا۔

اسی طرح ہر حرف میں اسماء رواۃ کو ذکر کرنے کے بعد اسی حرف سے شروع ہونے والی نسبتوں کا ضبط ''النسب'' کے عنوان کے ماتحت تحریر کیا ہے، کتاب میں اسماء رواۃ کے ضبط کو تحریر کرنے کے ساتھ ساتھ کبھی شہروں کے ناموں اور بعض جگہ غریب الحدیث کلمات کا ضبط بھی تحریر کردیا ہے۔

اسماء رجال اور نسبتوں کے ضبط کے بعد ''خاتمة في رسم الكتاب'' کے عنوان کے ماتحت رسم کتابت کے قواعد ذکر کئے ہیں، اس کے بعد ''فصل فی التواریخ'' کے عنوان کے ماتحت مختصر سیرت رسول اکرم ﷺ اور مشہور ائمۂ کرام کی سنین ولادت ووفات کا ذکر کیا ہے، نیز کتاب کے ساتھ امام سیوطیؒ کی صحیح بخاری کی شرح ''التوشیح'' سے چند فصلوں کا الحاق کیا گیا ہے، اس کے بعد محقق حضرت مولانا مدظلہ العالی نے ''ملحق مفید'' کے عنوان کے ماتحت مشہور ائمۂ حدیث کی سنین وفات تحریر کی ہے۔

ان مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ چند اور کتابیں بھی تالیف کی گئی ہیں جن کا اجمالی ذکر حسبِ ذیل ہے:

(۹) المؤتلف والمختلف۔ تالیف: ابوالولید عبداللہ بن محمد فرضی۔ (متوفی: ۴۰۳)

(۱۰) المؤتلف والمختلف۔ تالیف: ابوسعید احمد بن محمد مالینی۔ (متوفی: ۴۱۲)

(۱۱) المؤتلف والمختلف۔ تالیف: یحیٰ بن علی بن طحان۔ (متوفی: ۴۱۶)

(۱۲) الزیادات فی کتاب المؤتلف والمختلف للأزدی۔ تالیف: جعفر بن محمد مستغفری۔

(۱۳) المؤتلف والمختلف فی الأسماء ۔تالیف:ابوحامد احمد بن ماما المامانی (متوفی:۴۳۶)

(۱۴) المعجم فی مشتبه أسامی المحدثین۔تالیف:ابوعبیداللہ ھروی۔(متوفی:بعد ۴۳۸)

(۱۵) الزیادات الموجودات من کتاب المعجم فی مشتبه أسامی المحدثین۔
تالیف:ابوعبیداللہ ھروی۔

(۱۶) المؤتلف والمختلف ۔تالیف:ابونصر عبیداللہ بن سعید بن حاتم۔(متوفی:۴۴۴)

(۱۷) المؤتلف فی تکملة المؤتلف والمختلف۔تالیف:خطیب بغدادی۔(متوفی:۴۶۳)

(۱۸) المعجم فی المشتبه۔تالیف:ابومحمد عبداللہ بن یوسف جرجانی۔(متوفی:۴۸۹)

(۱۹) المؤتلف والمختلف۔تالیف:ابوالمظفر محمد بن احمد۔(متوفی:۵۰۷)

(۲۰) مختلفی الأسماء۔تالیف:ابوالغنائم محمد بن علی۔(متوفی:۵۱۰)

(۲۱) متشابه أسامی الرواة أو متشبه النسبة۔تالیف:جاراللہ زمخشری۔(متوفی:۵۳۸)

(۲۲) المؤتلف والمختلف۔تالیف:ابوعبیداللہ محمد بن محمود ابن نجار۔(متوفی:۶۴۳)

(۲۳) هدایة المعتسف فی المؤتلف۔تالیف:ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ قضاعی۔(متوفی:۶۵۸)

(۲۴) مشتبه النسبة ۔تالیف:ابوالعلاء محمود بن أبی بکر فرضی۔(متوفی:۷۰۰)

(۲۵) المؤتلف والمختلف۔تالیف:کمال الدین عبدالرزاق بن احمد ابن الفوطی۔(متوفی:۷۲۳)

(۲۶) ذیل علی المشتبه فی الرجال۔تالیف:حافظ مغلطائی بن قلیج۔(متوفی:۷۶۲)

(۲۷) الأعلام بما فی مشتبه الذهبی من الأوهام ۔تالیف:ابوعبدالہ محمد بن أبی بکر عبداللہ۔
(متوفی:۸۴۲) تکملة الایمان۔

طالب علمِ حدیث کو سند میں واقع اسماء رجال کے صحیح ضبط کو معلوم کرنے کے لئے مذکورہ بالا کتابوں کی حسب موقع وحسب ضرورت مراجعت کرنی چاہئے۔

(جاری)

آپ ایک تجربہ کیجئے.....!

آپ کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو، آپ کسی بھی میدان کے شہسوار ہوں، دوکاندار، کارخانہ، فرم یا کسی دفتر یا مدرسہ کے کارکن ہوں، ذمہ داریوں کا بار آپ کے کاندھوں پر ہو اور آپ اس میں کچھ پریشانی محسوس کررہے ہیں، وہ وقت پر ادا نہیں ہو پاتے ہوں یا آپ کے پاس وقت نہیں بچتا، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کبھی کوئی کام چھوٹ جاتا ہے، کبھی کسی کام کی طرف توجہ نہیں دے پاتے ہیں،

تو آپ ایک تجربہ کیجئے.....! دس منٹ، صرف دس منٹ ہر روز اس بات پر صرف کریں کہ کل کے دن کا تفصیلی پروگرام کیا ہوگا۔ آپ کیا کام کریں گے، کہاں جائیں گے، کس سے ملیں گے، وغیرہ وغیرہ، اس سلسلے میں آپ ڈائری یا کیلنڈر وغیرہ سے کام لے سکتے ہیں.....!

پھر آپ دیکھیں گے کہ زندگی میں نئی تازگی محسوس ہوگی، چستی آپ کے اندر پیدا ہوگی، اور آپ اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کریں گے، کوشش کیجئے، سوچئے، تفصیلی پروگرام بنائیے، اور اس کے مطابق قدم بڑھائیے، منظّم منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنے کے بعد آپ سرِ شام جائزہ لیں، اور دیکھیں کہ آپ نے کتنا کام کیا ہے؟ اور اس میں وقت کتنا لگا ہے؟

وقت کی قدر کرنے والے اور اپنے کاموں میں منظّم منصوبہ بندی کرنے والے زندگی میں بہت سی پریشانیوں سے بچ جاتے ہیں، اور بہت نمایاں کام انجام دے جاتے ہیں۔

اردو میں جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ کتابیں

☆ سوپ وڈیٹرجنٹ انڈسٹریز (Rs.75/-) ☆ خواتین اور روزگار (Rs.40/-)
☆ ربر و پلاسٹک انڈسٹریز (Rs.95/-) ☆ کامیاب کاروباری نمبر (Rs.20/-)
☆ فوڈ پروسنگ انڈسٹریز (Rs.75/-) ☆ اسپورٹس گڈس نمبر (Rs.15/-)
☆ کاسمیٹکس انڈسٹریز (Rs.75/-) ☆ سلور جبلی نمبر (Rs.40/-)
☆ مرغی و بکری پالن گائیڈ بک (Rs.50/-) ☆ ایکسپورٹ اسپیشل (Rs.50/-)
☆ چھوٹے پیمانے کی منافع بخش انڈسٹریز حصہ اول (Rs.90/-) حصہ دوم (Rs.90/-)

RAHBAR-E-SANAT-O-TEJARAT
24C,BRIGHT STREET , KOLKATA-700017,
PH : 033 - 22806152, MOB : 09331001824

وفیات

☆ (۱) صوبۂ گجرات کے مشہور شہر پور بندر میں مسلک علماء دیوبند سے تعلق رکھنے والے اور اکابر دیوبند سے عقیدت ومحبت رکھنے والے ان کے حامی ومؤید دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاذ حدیث حضرت مولانا عبدالقادر صاحب ندوی، پٹنی، گجراتی کے خسر بزرگوار جناب احمد بن عبدالرحمٰن ایبانی، جو متعدد رسائل وجرائد کے ممبر تھے، ان پر ۱۹/ربیع الاول ۱۴۳۳ھ۔ مطابق ۱۲/فروری ۲۰۱۲ء۔ یوم یکشنبہ کو اہل بدعت نے جان لیوا حملہ کیا، جس میں ان کے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن بھی تھے، جو اپنے والد بزرگوار کا دفاع کررہے تھے شدید طور پر زخمی ہوگئے، لیکن قضائے الٰہی بسبب پیرانہ سالی زخم کی تاب نہ لاسکے، بالآخر دونوں کو شہر راجکوٹ کے ایک ہسپتال میں بسلسلۂ علاج داخل کیا گیا، علاج ہو ہی رہا تھا کہ ۲۴/ربیع الاول ۱۴۳۳ھ۔ مطابق ۱۷/فروری ۲۰۱۲ء۔ یوم جمعہ کو ۱۱ بج کر ۵۵/منٹ پر ان کی روح جسد عنصری سے قفس عنصری کی طرف پرواز کرگئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ ان کے صاحبزادے مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب نے پڑھائی، اور ایک جمّ غفیر نے جنازے میں شرکت کی اور نتھلی کے ایک قبرستان میں مرحوم کو ہمیشہ ہمیش کیلئے سپرد خاک کردیا گیا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے : سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے۔

مرحوم ایک متدین اور اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمانہ کے حامل انسان تھے، یہی وجہ تھی کہ غیر مسلمین بھی آپ سے بے پناہ محبت کرتے تھے، پسماندگان میں ایک اہلیہ، صاحبزادے اور ۲ صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادگان میں ۴ عالم فاضل اور ایک غیر عالم اور ان میں سے ایک مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب دارالعلوم حسینیہ ماگرول میں درجۂ عربی کے استاذ ہیں۔

اب اخیر میں قارئین کرام سے مرحوم کیلئے ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

(مرسلہ: مولوی حسیب اللہ خان)

☆ (۲) مولانا یعقوب صاحب ندوی۔ استاذ حدیث جامعہ امداد العلوم وڈالی کے والد محترم حاجی اسماعیل صاحب جن کی عمر بہتر سال تھی اور ان کے پوتے محمد معاذ جن کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی کا ایک حادثہ میں انتقال ہوگیا، مرحوم حاجی اسماعیل متدین، بااخلاق، ملنسار اور علماء نواز تھے، مرحوم نے پس ماندگان میں چار صاحبزادے۔ جن میں دو عالم، مولانا یعقوب ندوی اور مولانا عبدالرحمٰن استاذ حدیث جامعۃ العلوم گڑھا اور ایک ڈاکٹر یاسین اور ایک ماسٹر محمد انیس ہے۔ محمد معاذ ماسٹر انیس کے صاحبزادے تھے۔

حادثہ کے روز ہی جامعہ کا ایک وفد مرحوم کے صاحبزادگان کی تعزیت کیلئے ان کے گھر اسلام پور سابرکانٹھا پہونچا، اور صاحبزادگان اور دیگر اہلِ خانہ سے تعزیت کی اور ان کو صبر کی تلقین کی۔

☆ (۳) جامعہ نذیریہ کاکوسی ضلع پٹن گجرات کے مہتمم مولانا یاسین صاحب دامت برکاتہم کے والد محترم حاجی جمال صاحب کا ستر سال کی عمر میں انتقال ہوگیا، مرحوم کے تینوں صاحبزادے مولانا ایوب، مولانا امتیاز اور مولانا یاسین ماشاء اللہ عالم وفاضل ہیں اور تعلیم وتدریس اور دعوت وتبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔

☆ (۴) جامعہ کنز العلوم کے استاذ جناب مولانا محمد صدیق صاحب ندوی کے رفیقِ درس، حافظ محمد طاہر سورتی چوکسی کے والد محترم جناب حاجی عبدالستار صاحب چوکسی ۷۸/سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں انتقال فرماگئے، مرحوم کے صاحبزادے حافظ سلیم چوکسی ان کے ساتھ تھے، اور تجہیز وتکفین بھی انہیں کی نگرانی میں ہوئی۔

ادارہ تمام مرحومین کے غم میں شریک ہے، نیز قارئین ندائے حرم سے گذارش ہے کہ تمام مرحومین کیلئے ایصال ثواب فرمائیں اور دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ملت میں معاشی انقلاب لانے والا ماہنامہ
رہبر صنعت وتجارت
ماہنامہ رہبر صنعت وتجارت ایک صنعتی وتجارتی رسالہ ہے جس میں کم سرمایہ سے گھریلو وچھوٹے کاروبار کے طریقے، اسکیمیں اور پیش قیمتی فارمولے درج ہوتے ہیں، جو آپ کی زندگی میں معاشی انقلاب لاسکتا ہے، اس کے مطالعہ سے ہزاروں بیروزگار فائدہ حاصل کرکے خوشحال زندگی بسر کررہے ہیں۔ اس کے خریدار بن کر اپنی معاشی پریشانیوں کو دور کریں۔ نمونہ کی کاپی مفت منگوائیں اور کتابوں کی ایجنسی کے لئے رابطہ قائم کریں:
RAHBAR-E-SANAT-O-TEJARAT
24C,BRIGHT STREET , KOLKATA-700017,
PH : 033 - 22806152, MOB : 09331001824

فقہی مسائل

مفتی ہدایت اللہ قاسمی

مسئلہ:۔ جنازہ کو تیز قدم لے جانا مسنون ہے، مگر نہ اتنا تیز کہ نعش کو حرکت ہونے لگے۔

مسئلہ:۔ جنازہ کے ہمراہ پیدل چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازہ کے پیچھے چلے۔

مسئلہ:۔ جو لوگ جنازہ کے ساتھ ہوں ان کو جنازہ کے پیچھے چلنا مستحب ہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کا کوئی مخصوص دعاء یا ذکر بلند آواز سے کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ میت پر نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے۔

مسئلہ:۔ نماز جنازہ کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو جائے اور سب یہ نیت کرلیں ''نَوَیْتُ أنْ أُصَلِّیَ صَلوٰۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالیٰ وَدُعَاءً لِلْمَیِّتِ'' پھر نیت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر تحریمہ کے طرح کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ نماز کی طرح باندھ لیں، پھر ثنا (سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ) پڑھیں، اس کے بعد پھر ایک بار اللہ اکبر کہیں، مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں، پھر درود شریف پڑھیں، اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود شریف پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں، اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں، پھر میت کے لئے دعا کریں، اگر وہ بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت ہو تو یہ دعا پڑھیں۔ ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا، وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا، وَغَائِبِنَا، وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ'' اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً، وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْراً وَذُخْراً وَ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَمُشَفَّعاً'' اور اگر میت نابالغ لڑکی ہو تو بھی یہی دعاء ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ ''اِجْعَلْهُ'' کی جگہ ''اِجْعَلْهَا'' اور ''شَافِعاً وَمُشَفَّعاً'' کی جگہ ''شَافِعَةً وَمُشَفَّعَةً'' پڑھیں، جب یہ دعاء پڑھ چکیں تو

پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں۔

مسئلہ:۔ نماز جنازہ کے بعد وہیں ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا سنت سے ثابت نہیں، کیوں کہ نماز جنازہ خود ایک دعاء ہے۔

مسئلہ:۔ آج کل بعض لوگ جنازہ کی نماز جوتے پہنے ہوئے پڑھتے ہیں، ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس جگہ کھڑے ہوں وہ جگہ اور جوتے دونوں پاک ہوں، ورنہ ان کی نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ:۔ جو بچہ زندہ پیدا ہو پھر تھوڑی دیر میں مر گیا تو اسے غسل دیا جائے اور کفنا کر نماز پڑھی جائے پھر دفنا دیا جائے۔

مسئلہ:۔ جو بچہ ماں کے پیٹ سے مرا ہوا ہی پیدا ہوا اور پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی تو اسے نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اور دفن کر دیا جائے اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

ندائے حرم صرف ایک رسالہ ہی نہیں.....بلکہ ایک تحریک بھی ہے.....!
مسلمانوں کی دینی، سماجی اور سماجی بیداری کی ایک منصوبہ بند کوشش بھی ہے....!
آپ بھی اس تحریک کا ایک حصہ بن کر اس تحریک کو آگے بڑھانے میں تعاون کریں۔
اس میں اپنا تجارتی اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں.....!
تجارتی اشتہار کا نرخ صفحہ نمبر ۲۹ پر ہے۔ (ادارہ)